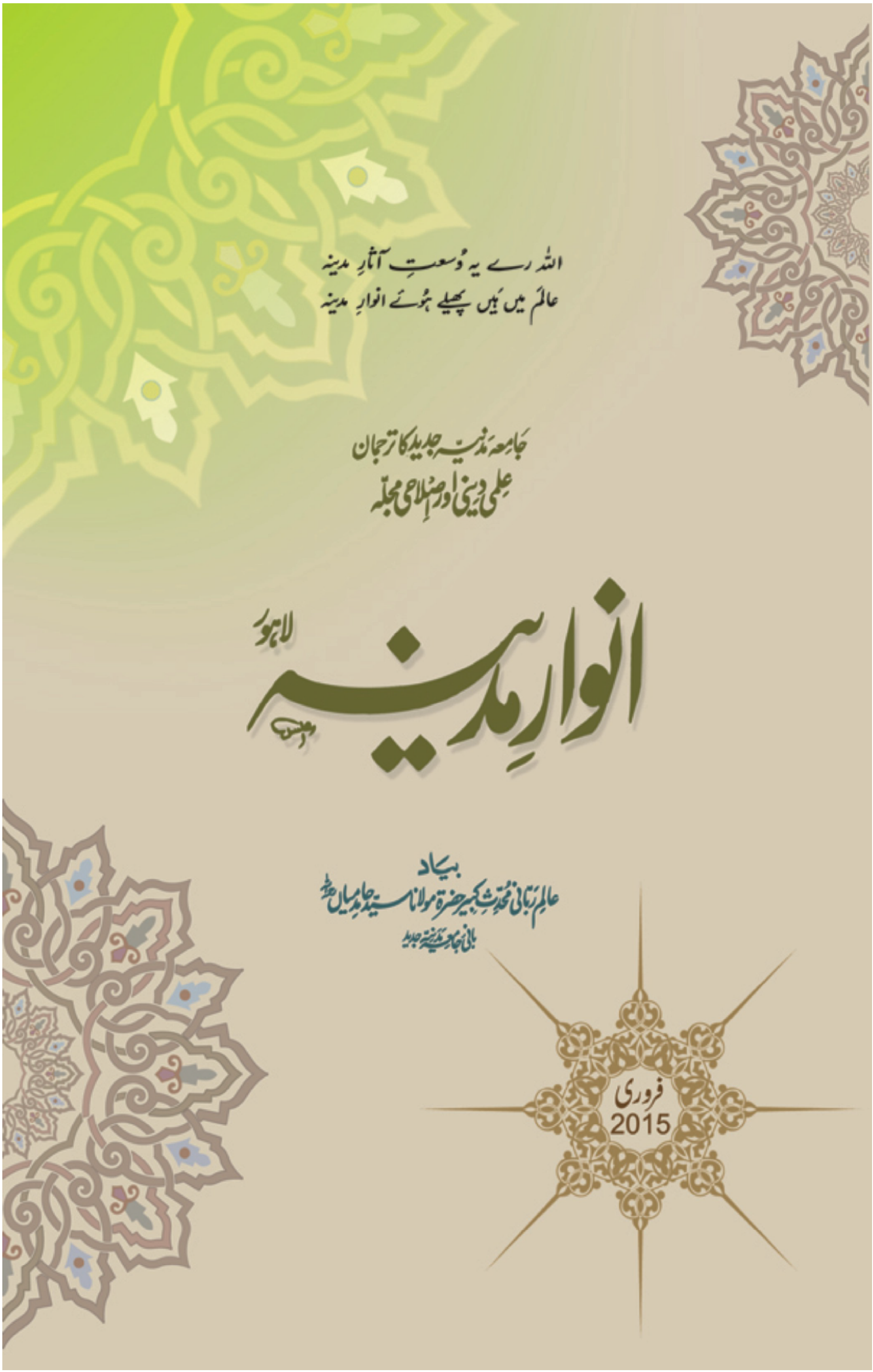

اللہ رے یہ وُسعتِ آثارِ مدینہ
عالَم میں ہیں پھیلے ہُوئے انوارِ مدینہ
جامعہ مدنیہ جدید کا ترجمان
علمی دینی اور اِصلاحی مجلہ
انوارِ مدینہ
لاہور
بیاد
عالمِ ربّانی محدثِ کبیر حضرۃ مولانا سیّد حامد میاںؒ
بانی جامعہ مدنیہ جدید
فروری
2015

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماھنامہ

انوار مدینہ

شمارہ : ۲	ربیع الثانی ۱۴۳۶ھ / فروری ۲۰۱۵ء	جلد : ۲۳

سیّد مسعود میاں	سیّد محمود میاں
نائب مُدیر	مُدیر اعلیٰ

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ 25 روپے......سالانہ 300 روپے

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات.....سالانہ 50 ریال

بھارت، بنگلہ دیش .... سالانہ 13 امریکی ڈالر

برطانیہ، افریقہ .... سالانہ 13 ڈالر

اَمریکہ .... سالانہ 16 ڈالر

جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ اور اِی میل ایڈریس

www.jamiamadniajadeed.org

E-mail: jmj786_56@hotmail.com

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

اکاؤنٹ نمبر انوارِ مدینہ 2-7914-0954-020-100

مسلم کمرشل بنک کریم پارک برانچ راوی روڈ لاہور (آن لائن)

رابطہ نمبر: 042-37726702,03334249302

جامعہ مدنیہ جدید (فیکس) : 042 - 35330311

خانقاہِ حامدیہ : 042 - 35330310

فون/فیکس : 042 - 37703662

موبائل : 0333 - 4249301

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع وناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر

دفتر ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۴
درسِ حدیث	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۹
اِسلام کیا ہے ؟	حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانیؒ	۱۴
پیارے بچوں کے لیے قرآن کے پیارے قصے	حضرت مولانا شیخ مصطفٰی صاحب وہبہ	۱۸
مگر تنقید آقا پر گوارا کر نہیں سکتا	جناب اَثر صاحب جونپوری	۳۲
اِسلامی معاشرت	حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری	۳۳
حاصلِ مطالعہ	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۴۰
میرے ''حضرت جیؒ''	جناب مولانا تنویر اَحمد صاحب شریفی	۴۳
قرآن سیمینار	جناب ڈاکٹر محمد اِلیاس فیصل صاحب	۵۴
اَخبار الجامعہ		۶۴

قارئین اَنوارِ مدینہ کی خدمت میں اپیل

ماہنامہ اَنوارِ مدینہ کے ممبر حضرات جن کو مستقل طور پر رسالہ اِرسال کیا جارہا ہے لیکن عرصہ سے اُن کے واجبات موصول نہیں ہوئے اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ اَنوارِ مدینہ ایک دینی رسالہ ہے جو ایک دینی اِدارہ سے وابستہ ہے اِس کا فائدہ طرفین کا فائدہ ہے اَور اِس کا نقصان طرفین کا نقصان ہے اِس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اِس رسالہ کی سرپرستی فرماتے ہوئے اَپنا چندہ بھی اِرسال فرمادیں اَور دیگر اَحباب کو بھی اِس کی خریداری کی طرف متوجہ فرمائیں تاکہ جہاں اِس سے اِدارہ کو فائدہ ہو وہاں آپ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بن سکے۔ (اِدارہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّابَعْدُ !

زمین وآسمان کا قیام بھی اللہ تعالیٰ کے عجائبات میں ہوتا ہے وہی اِن کا خالق بھی ہے اور مالک بھی، اِن میں بسنے والی ہر مخلوق بھی اُس کی مشیت کے تابع ہے، اِن تمام مخلوقات میں اللہ تعالیٰ نے اِنسانوں میں ایک خاص جماعت پیدا فرمائی یہ اَنبیاء علیہم السلام کی جماعت ہے جو تمام مخلوقات میں سب سے بزرگ تر ہستیاں اِعتقاد کی جاتی ہیں، اللہ تعالیٰ نے اِن کو دُنیا کی قیادت کے لیے بھیجا تا کہ اِن کی زیرِ قیادت اِنسان دُنیوی ترقی کے ساتھ ساتھ اُخروی کامیابیاں بھی حاصل کرے اور اُن کی پیروی کے صدقہ میں اَشرف المخلوقات ہونے کا اپنے کو اہل بنالے۔ قرآنِ پاک میں ہے

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُوْلٰٓئِکَ ھُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ﴾ (سُورة البینة : ۷)

''بیشک وہ لوگ جو (تمام نبیوں اور کتابوں پر) اِیمان لائے اور کیے اچھے کام، وہ لوگ ہیں سب خلق سے بہتر۔''

اِس کے برخلاف جن لوگوں نے سرکشی کا راستہ اِختیار کرتے ہوئے اللہ اور رسول کے طریقہ سے بغاوت کی، دُنیا میں فتنہ وفساد اور دہشت گردی کے بازار گرم کیے رکھے وہ اَشرف المخلوقات کے شرف سے محروم ہو کر سب سے بدتر مخلوق میں شامل ہو گئے۔ باری تعالیٰ کا اِرشاد ہے :

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ وَالْمُشْرِکِیْنَ فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا اُولٰٓئِکَ ھُمْ شَرُّ الْبَرِیَّةِ ﴾(سُورة البینة : ٦)

''اور جو اہلِ کتاب (عیسائی ، یہود) اور مشرک منکر ہوئے (نبیوں اور کتابوں کے) سدا رہیں گے دوزخ کی آگ میں، وہ لوگ ہیں سب مخلوق سے بدتر۔''

آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی شریعت پچھلی تمام شریعتوں کی جامع، کامل اور مکمل ہے اسی کو اِختیار کرنا سیکھنا اور سکھانا دونوں جہانوں میں کامیابی کے لیے ضروری ہے، اِس کی حفاظت اور نشر و اِشاعت ہر اِسلامی حکومت کا سب سے اَوّل فریضہ ہے۔ اِس دین کی عظمت کی سب سے بڑی نشانی یہ بھی ہے کہ کفار اِس کے رد میں کوئی دلیل پیش نہیں کر سکتے اِسی لیے شروع سے آج تک اُن کا وطیرہ یہی رہا ہے کہ گالم گلوچ اور منفی پراپیگنڈہ کے ذریعہ لوگوں کو بہکائیں۔

کئی سالوں سے فرانس کے جرائد سب کچھ چھوڑ کر براہِ راست حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی کو نشانہ بنائے ہوئے ہیں اور پوری دُنیا میں ایک اَرب سے زائد مسلمانوں کو اَذیت دے کر خوشی محسوس کر رہے ہیں، فرانس کی حکومت تہذیب سے گری ہوئی اِن شرمناک حرکتوں پر اِن کو مزید شیری دے رہی ہے وہ کارٹونوں کی شکل میں آنحضرت ﷺ کی ذاتِ والا صفات کے گستاخانہ خاکے لاکھوں کی تعداد میں شائع کر کے دُنیا بھر میں پھیلا رہے ہیں۔ پوری دُنیا میں مسلمانوں کی دِل آزاری کے مرتکب اِس ''گلیر گروپ'' کی شرارتوں کو فرانس کی جاہل حکومت ''آزادئ رائے'' کا نام دے کر مسلمانوں کے زخموں پر نمک پاشی کر رہی ہے۔

بازاری قوموں کا مزاج بھی بازاری ہوتا ہے اُن کی آپس کی دوستانہ گفتگو کا زیادہ حصہ گالیوں پر مشتمل ہوتا ہے مذاق میں بھی گالی، سنجیدگی میں بھی گالی، بڑے چھوٹوں کی موجودگی میں بھی گالی، اِسی وجہ سے اِن خنزیر خور بازاری قوموں نے اپنے ہی نبیوں کے بارے میں ایسی ایسی فحش باتیں کر رکھی ہیں اور ایسے گندے کام اُن کی طرف منسوب کیے ہیں کہ جن کو دہرانا بھی شریفوں کے بس کی بات نہیں ہے اور ایسی پیچ قوموں اور اُن کی حکومتوں کا مزاج ایسا ہی ہوسکتا ہے کہ وہ گالم گلوچ اور بہتان بازی کو

''آزادیٔ رائے'' کا نام دے کر نبی کے تقدس کو چٹکی میں اُڑا دیں ، یہ شرابی کیا جانیں کہ ''عزت'' کیا چیز ہوتی ہے ''تقدس'' کس کو کہتے ہیں ''ناموس'' کے کیا معنی ہیں، ایسے بازاری بھوت جو لاتوں کے عادی ہوں باتوں سے کب مانیں ہیں۔

صد اَفسوس عالمِ اِسلام کے حکمرانوں پر جنہوں نے حضرت محمد ﷺ کے پاک دامن کو گستاخانہ خاکوں سے آلودہ کرنے والے لاتوں کے بھوتوں کو باتوں کا بھوت سمجھ لیا، ڈوری کسنے کے بجائے ڈھیلی کردی اور اپنی بزدِلی کو سنجیدگی کا نام دے کر اِن بازاری یہودیوں اور عیسائیوں کو مزید سینہ پھلانے کا موقع فراہم کردیا۔

خدا بھلا کرے اُن فرانسیسی مسلمانوں کا جنہوں نے اِیمانی غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے نبی علیہ السلام کو ''تصویری گالیاں'' دینے والے بین الاقوامی گروہ کو جہنم واصل کر کے پوری اُمت کا قرض چکا دیا۔ مسلم حکومتوں پر لازم ہے کہ وہ اُن جانباز جوانوں کی ہر سطح پر اِمداد واِعانت کریں اور عالمِ کفر کو خبردار کردیں کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ناموس پر اُنگلی اُٹھانے والوں کا آئندہ بھی یہی حشر ہوگا۔

شراب نوش خنزیر خور، لوفروں کو ڈھیل دے کر نظر اَنداز کر دینا برداشت، تحمل یا بردباری نہیں بلکہ بے غیرتی ہوتی ہے، غیرت مند قومیں غیرت اور بے غیرتی کے درمیان لکیر سے بخوبی واقف ہیں اور نبیوں کے مقدس ایوانوں کے آداب سے آشنا اور اُن کی رکھوالی ہیں، حدیث شریف میں اِسی قسم کے چند واقعات آتے ہیں جس پر صحابہ کرامؓ نے اُن گستاخون کو قتل کردیا۔

☆ فتح مکہ کے موقع پر عبداللہ بن سعد قتل کے خوف سے حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے پاس چھپ گئے ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اُن کو آپ کی خدمت میں لائے اور آپ کے سامنے کھڑا کر دیا اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ! اِن کو بیعت فرمالیں، آپ نے اُن کی طرف سر اُٹھا کر تین بار دیکھا اور ہر بار اِنکار فرمادیا، تین دفعہ کے بعد آپ نے بیعت فرمالیا۔ پھر بعد میں آپ اپنے اَصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تم میں کوئی سیانہ آدمی نہیں تھا جبکہ وہ مجھے دیکھ رہا تھا کہ میں اُس کی بیعت سے

ہاتھ روک رہا تھا تو اُس کی طرف بڑھ کر اُس کو قتل کر ڈالتا۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم نہیں سمجھ پائے تھے کہ آپ کے جی میں کیا ہے آپ نے ہمیں اپنی آنکھ سے اِشارہ کیوں نہ کر دیا ؟ فرمایا، نبی کے مناسب نہیں کہ وہ آنکھ کے نازیبا اِشاروں سے کام لے۔ (اَبوداؤد ج ۲ ص ۵۹۹) اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی کو اَذیت دینے والے کو قتل کرنے کے لیے پیشگی اِجازت کی ضرورت نہیں ہوتی۔

☆ اِسی صفحہ پر ایک دُوسری حدیث میں حضرت اِبن عباس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک نابینا صحابی کی باندی نبی علیہ السلام کو برا کہتی تھی اور آپ پر اِلزام دھرتی تھی اُنہوں نے اِس کو روکا وہ نہ رُکی اور ڈانٹ ڈپٹ کی تو کوئی اَثر نہ لیا، اُنہوں نے کہا کہ ایک رات کو اُس نے آپ کی شان میں گالیاں اور اِلزامات دھرنے شروع کیے، اُنہوں نے کدال لے کر اُس کے پیٹ پر رکھ کر اُس پر اپنا بوجھ ڈال دیا اور اُس کو قتل کر دیا اُس کی ٹانگوں کے درمیان بچہ تھا جو خون میں لت پت تھا جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کو یہ واقعہ بیان کیا گیا تو آپ نے فرمایا، میں (اِس مجمع میں) اِس آدمی کو قسم دے کر کہتا ہوں جس نے یہ کام کیا کہ اگر اِس پر میرا کچھ بھی حق ہے تو وہ کھڑا ہو جائے (اپنے کو پیش کرے) وہ نابینا کھڑے ہوئے لوگوں کو پھلانگتے ہوئے خوف سے لرز رہے تھے حتی کہ نبی علیہ السلام کے سامنے آ کر بیٹھ گئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ میں ہوں وہ، وہ آپ کو گالیاں دیتی تھی اِلزام دھرتی تھی میں نے منع کیا تو نہ رُکی، ڈانٹا تو کچھ اَثر نہ لیا میرے اِس سے دو موتی جیسے لڑکے ہیں میری (اچھی مہربان) رفیقہ تھی گزشتہ شام ہوئی تو آپ کو گالیاں دینی شروع کر دیں اور اِلزام دھرنے لگی میں نے کدال لے کر اُس کے پیٹ پر رکھا اور اُس پر بوجھ ڈال دیا حتی کہ اُس کو قتل کر دیا۔

نبی علیہ السلام نے اِرشاد فرمایا سب جان لو میں گواہی دیتا ہوں کہ اُس (مقتولہ) کا خون بے قیمت ہے (یہ اِسی سزا کی مستحق تھی)۔ (اَبوداؤد ج ۲ ص ۵۹۹)

☆ حضرت علی کرم اللہ وجہہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک یہودن نبی علیہ السلام کو گالیاں دیتی اور اِلزام دھرا کرتی تھی، ایک آدمی نے اُس کا گلا دبا کر مار ڈالا، نبی علیہ السلام نے اُس کا خون باطل (و بے قیمت) قرار دیا۔ (اَیضاً ج ۲ ص ۶۰۰)

یہ مذکورہ بالا واقعات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں ہوئے، آپ کی وفات کے بعد بھی گستاخی کرنے والے کی یہی سزا ہوگی۔

☆ حضرت اَبو برزہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت اَبوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا آپ کسی آدمی پر بہت ہی زیادہ غضب ناک ہوئے، میں نے عرض کیا اے رسول اللہ کے خلیفہ مجھے اِجازت دیں میں اِس کی گردن ماردُوں تو آپ نے فرمایا میری ڈانٹ نے اِس پر میرے غصے کو ختم کردیا پھر آپ اُٹھے اور اَندر چلے گئے اور میری طرف کسی کو بھیجا اور (بُلا کر) فرمایا اَبھی تم نے کیا کہا تھا ؟ میں نے کہا کہ مجھے اِجازت دیں کہ میں اِس شخص کی گردن ماردُوں۔ فرمایا، اگر میں تجھ کو حکم دُوں تو کیا تو یہ کرگزرے گا ؟ میں نے عرض کیا جی ! فرمایا نہیں بخدا اللہ کے رسول کے علاوہ کسی بشر کے لیے یہ سزاوار نہیں۔ (اَبوداؤد ج۲ ص۶۰۰)

حضرت اَبوبکر رضی اللہ عنہ کے اِس عمل سے یہ بات واضح ہورہی ہے کہ پہلے کی طرح اَب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اَقدس میں گستاخی کرنے والے کی سزا موت ہے۔

لہٰذا پوری دُنیا کے مسلم حکمرانوں کو فرانسیسی گستاخوں کے خلاف بہت پہلے سے کارروائی کرنی چاہیے تھی مگر اَب جبکہ صرف ایک اِسلامی ملک ترکی نے فرانس سے اپنا سفیر واپس بلالیا اور فرانس کے سفیر کو اپنے ملک سے چلتا کیا تو کم اَز کم اَب ہر اِسلامی ملک اِس کی صحیح اور بروقت کارروائی کی بھرپور حمایت کرے۔

ہماری دُعا کہ اللہ تعالیٰ ترک حکومت کو مزید اِستقامت اور ثابت قدمی عطا فرمائے اُن کی مدد فرمائے اور تمام اَندرونی اور بیرونی طاغوتی قوتوں کو اُن کی ناپاک سازشوں میں ناکام ونامراد فرمائے، آمین۔

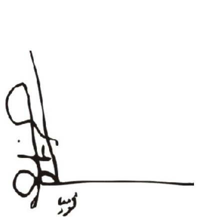

مولای صل وسلم دائما ابدا   درسِ حدیث   علی حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرت اَقدس پیرومرشد مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ کی مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ اِنتظام ماہنامہ ''اَنوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے، اَللہ تعالیٰ حضرتِ اَقدسؒ کے اِس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔(آمین)

نبیوں کے جنات مسلمان ہوجاتے ہیں۔اِبلیسِ اَوّل کی نسل میں بھی مسلمان ہیں

وسوسوں کا علاج

﴿ تخریج وتزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر83 سائیڈA 1988 - 01 - 17)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ !

آقائے نامدار ﷺ نے اِرشاد فرمایا مَامِنْکُمْ مِّنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ وُکِّلَ بِہٖ قَرِیْنُہٗ مِنَ الْجِنِّ وَقَرِیْنُہٗ مِنَ الْمَلٰئِکَۃِ کوئی آدمی ایسا نہیں ہے کہ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ایک ساتھی ساتھ رہنے والا ہر وقت ''جن'' کی نسل میں سے اور ایک ''فرشتہ'' مقرر نہ فرما رکھا ہو تو ہر اِنسان کے ساتھ شیطان بھی ہوتا ہے اور ایک فرشتہ بھی ہوتا ہے، ویسے تو بہت فرشتے ہوتے ہیں جسم پر اور جسم کے جوڑوں پر مامور وغیرہ وغیرہ کوئی اَندازنہیں اُن کی تعداد کا اللہ تعالیٰ ہی جان سکتے ہیں۔اِسی طرح ایک شیطان بھی ساتھ ساتھ رہتا ہے جیسے وہ ساتھ ویسے ہی یہ ساتھ، یہ قرین جنات میں سے ہے نسلِ جن (سے ہے، فرشتہ نیکی کی بات دِل میں ڈالتا ہے شیطان برائی کی ، اِسی وجہ سے اِنسان بعض اَوقات متردّد ہوتا ہے) اور یہ کیفیات جو دِل میں پاتے ہو اُس کی وجہ یہ ہوتی ہے اَصل میں، اَنبیائے کرام کو تو دونوں چیزیں نظر آتی تھیں فرشتے بھی نظر آتے تھے جن بھی نظر آتے تھے۔صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا کہ جب یہ بات ہے تو جناب کے ساتھ بھی یہ ہوگا تو آقائے نامدار ﷺ نے فرمایا وَاِیَّایَ میرے ساتھ بھی ہے

وَلٰکِنَّ اللّٰہَ اَعَانَنِیْ عَلَیْہِ فَاَسْلَمَ [۱] لیکن اللہ نے میری مدد فرمائی ہے اُس کے مقابلے میں اُس کے شر کے مقابلے میں تو وہ مسلمان ہوگیا ہے تو خاص شیطان کی نسل میں بھی ایک مسلمان ہے، حدیث شریف میں ویسے بھی آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دِن باہر تشریف لے گئے صحابہ کرام بھی تھے کھلی جگہ تھی میدان جیسے ہو وہاں آپ نے ایک شخص کو آتے ہوئے دیکھا تو دُور سے ہی فرمایا کہ مِشْیَۃُ جِنِّیٍّ یہ چال جو ہے یہ جنی چال ہے جن جیسی چال ہے، وہ قریب آگیا اُس نے سلام کیا ! بات کی تو رسول اللہ ﷺ نے اُس سے دریافت کیا کہ تو کون ہے ؟ شیطان ہے ! تو اُس نے اِقرار کیا لیکن اُس نے کہا کہ میں مسلمان ہوں میں آپ پر اِیمان رکھتا ہوں تو اُسی اِبلیس کی نسل سے تھا جیسے آدم علیہ السلام کی نسل چلی ویسے اُس کی خاص نسل بھی اِسی قدر چلتی ہے جتنی اِنسان کی، یہ ساتھ لگا ہی ہوا ہے تو تھا وہ اِبلیسِ اَوّل کی قریبی اَولاد یا اُس کے خاص بیٹیوں میں سے ہوگا تو اُس نے کہا کہ میں نے فلاں نبی کو بھی دیکھا فلاں کو بھی اور فلاں سے بھی مِلا ہوں اور اُنہوں نے یہ پیغام دیا تھا جناب کے لیے وہ پیغام بھی پہنچایا اُس نے اور رسول اللہ ﷺ نے اُس کی سب باتوں کی تصدیق فرمائی تو اُن میں بھی اللہ تعالیٰ نے مستثنیٰ رکھے ہیں۔

اِسی طرح اَنبیائے کرام، اللہ تعالیٰ نے اُن کے ساتھ جو یہ لگائے ہیں شیطان، تو پیدا تو وہ ہو گئے لیکن کفر پہ نہیں رہے مسلمان ہوگئے۔ اِسی طرح سے سننے میں آیا ہے کہ مجذوب جو ہوتے ہیں حقیقی معنی میں جو مجذوب ہوں اُن کے ساتھ بھی یہ شیطان ہوتے ہیں یہ بھی مسلمان ہوتے ہیں تو اُنہیں وسوسے نہیں آتے اور کوئی چیز ایسی نہیں پیدا ہوتی، ورنہ وسوسے آتے ہیں۔

تو رسول اللہ ﷺ نے وسوسے آنے کے لیے فرمایا ہے کہ مثلاً پیدائش کے بارے میں وسوسہ آتا ہے شیطان دِل میں ڈالتا ہے اِسے کس نے پیدا کیا تو اِسے کس نے پیدا کیا تو اُسے کس نے پیدا کیا اللہ تعالیٰ تک پہنچ جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا پھر دماغ میں یہ وسوسہ ڈالتا ہے وہ کہ اللہ کو کس نے پیدا کیا تو آقائے نامدار ﷺ نے اِس کا علاج بتایا کہ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ پڑھ لے اور رُک جائے اپنے ذہن کو اُدھر کے بجائے کسی اور طرف لگالے۔

---

[۱] مشکوۃ شریف کتاب الایمان رقم الحدیث ٦٧

اہلِ معرفت کی خصوصیت :

اور اَصل میں جو حضرات ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو یہ توفیق بخشی ہے اور خداوندِ قدوس نے خاص عنایت فرمائی ہے اور اپنی معرفت عطا فرمادی ہے تو اِس مسئلہ پر یہ وسوسہ جو خاص ہے یہاں پر اِن کو پیش نہیں آتا گویا اللہ تعالیٰ اُن کو نکال دیتے ہیں اِس وسوسہ سے یہ مسئلہ اُن کی سمجھ میں آچکتا ہے باقی عام آدمی، تو نہیں سمجھ میں آتا اُس کی، اُس کا ذہن چلتا ہے اور یہ وسوسہ بھی آجاتا ہے۔

تو جیسے صحابہ کرامؓ نے ذکر کیا تھا کہ ہمارے ذہن میں وسوسے آتے ہیں اور ایسے آتے ہیں کہ دِل بھی نہیں چاہتا زبان پہ نہیں لاسکتے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا اَوَقَدْ وَجَدْتُّمُوْہُ کیا یہ چیز تم پاتے ہو ؟ اور صحابہ کرامؓ نے عرض کیا تھا کہ پاتے ہیں تو فرمایا تھا ذَاکَ صَرِیْحُ الْاِیْمَانِ[۱] یہ تو بالکل خالص اِیمان ہونے کی دلیل ہے خالص مومن ہونے کی دلیل ہے ورنہ وسوسوں سے پریشان بھی نہیں ہوتا آدمی، کوئی کافر ہو تو وسوسوں سے پریشان نہیں ہوگا ہاں مومن ہو تو پریشان ہوگا تو پریشانی دلیل ہے اِیمان کی اور وسوسے بھی پھر اُسے ہی آتے ہیں جیسے میں نے عرض کیا تھا کہ وہ کہتے ہیں کہ چور وہیں آتا ہے جہاں سامان ہو مال ہو ورنہ کیا کرے گا آکے تو یہ اِیمان ہونے کی دلیل ہے یہی رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا ہے۔

وسوسہ کی دُعا :

اِس کے علاج کے لیے دُعا اِرشاد فرمائی ہے کہ وسوسے آئیں تو یہ ہے کہ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ پڑھ لے اور دُوسرا علاج یہ ہے اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ کہہ دے کہ میں اللہ اور اُس کے رسولوں پر اِیمان رکھتا ہوں یعنی اللہ کی ذات پر توحید پر کہ وہ یکتا ہے نہ وہ کسی سے پیدا ہوا، نہ کوئی اُس سے پیدا ہوا وَرُسُلِہٖ اُس کے پیغمبروں پر اِیمان ہے کہ جو کچھ اُنہوں نے خدا کی طرف سے پہنچایا ہے وہ حق ہے اور سچ ہے، یہ کہہ لے یہ بھی رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا ہے۔

---

[۱] مشکوۃ شریف کتاب الایمان رقم الحدیث ۶۴

پیدائش کے وقت بچہ کا رونا :

اور فرمایا کہ جب پیدا ہوتا ہے نا اِنسان تو اُس کو شیطان چھوتا ہے اور اُس کے چھونے سے وہ روتا ہے اور اِرشاد فرمایا کہ سوائے مریم علیہا الصلوة والسلام وابنہا یعنی ماں اور بیٹا وہ دوایسے تھے کہ اُنہیں شیطان نے چھوا ہی نہیں بالکل، اُن کو خدا نے اِس سے بچائے رکھا تو ہر چیز میں مستثنٰی مِل جائیں گے۔

حضرت موسٰی علیہ السلام کی خصوصیت :

جیسے کہ حضرت موسٰی علیہ السلام کے بارے میں آتا ہے قیامت کے دِن جب میں اُٹھوں گا تو دیکھوں گا کہ موسٰی علیہ السلام عرش تھامے ہوئے ہیں بَاطِشٌ بِالْعَرْشِ اور فرماتے ہیں کہ میں نہیں سمجھ سکتا یا یقینی طور پر ایک بات نہیں کہہ سکتا کہ یہ مجھ سے پہلے ہوش میں آگئے یا جو" طُور" پر قصہ پیش آیا تھا اور یہ بے ہوش ہوئے تھے تجلّیٔ باری تعالیٰ سے اُس کی وجہ سے قیامت کے دِن بے ہوش نہیں ہوں گے۔ اور قرآنِ پاک میں تو ہے ﴿وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ﴾ جب صور پھونکا جائے گا وہ صور جو ختم کرنے کے لیے ہوگا تو پھر سب بیہوش ہو جائیں گے ﴿فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ﴾ آسمانوں میں جو مخلوقات ہیں وہ بھی ﴿وَمَنْ فِی الْاَرْضِ﴾ جو زمین میں ہیں وہ بھی ﴿اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ﴾ سوائے اُس کے کہ جسے خدا چاہے یعنی کوئی ہیں ایسے جو مستثنٰی ہیں، اِس (صور) سے بیہوش نہیں ہوں گے لیکن وہ کون ہیں اُن کی صراحت حدیث شریف میں نہیں پائی گئی اور قرآنِ پاک میں بھی اُن کا ذکر نہیں جیسے حضرت مریم علیہا السلام مستثنٰی ہوگئیں عیسٰی علیہ الصلوٰة والسلام مستثنٰی ہوگئے کہ شیطان (پیدائش کے وقت) چھوتا ہے مگر اِن دو کو نہیں چھوا۔ تو اِس میں فطرتِ اِنسانی کا بیان ہے اِیمان کا بیان ہے وسوسوں کا بیان ہے وسوسوں سے نجات اور علاج کا بیان ہے۔

ایک علاج سیدھا سایہ ہے کہ دُوسرے خیال میں لگ جاؤ۔

دُوسرا یہ کہ اَعوذ باللہ پڑھ لے۔

تیسرا یہ کہ اِیمان کی تجدید کرلے اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ میں اللہ اور اُس کے پیغمبروں پر اِیمان

رکھتا ہوں، یہ کہہ لے۔

پھر اپنے دُوسرے کام میں لگ جائے اور دُعا کرے کہ اللہ اپنی معرفت عطا فرمادے تو وہ معرفت کے دروازے جب کھل جاتے ہیں تو پھر اِنسان بہت سے شرور اور فتن اور وسوسوں سے نجات حاصل کر لیتا ہے، اللہ گویا اُس کو نجات عطا فرمادیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رضا اور فضل اور رحمتوں سے دُنیا اور آخرت میں نوازتا رہے، آمین۔

اِختتامی دُعا..........

وفیات

۳۱؍ دسمبر کو حضرت مولانا سیّد حسین اَحمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد حضرت مولانا محمد نافع صاحب جھنگ میں طویل علالت کے بعد وفات پاگئے۔

۱۰؍ جنوری کو جامعہ مدنیہ جدید کے بہی خواہ محترم اَلحاج اِعجاز صاحب قریشی مختصر علالت کے بعد لاہور میں وفات پاگئے۔

۱۳؍ جنوری کو جناب کمال اَحمد صاحب کے بڑے بھائی جناب سلیمان اِقبال صاحب وفات پاگئے۔

۲۶؍ جنوری کو جامعہ مدنیہ جدید کے مدرس مولانا محمد اِسحاق صاحب کے خسر صاحب طویل علالت کے بعد وفات پاگئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہِ حامدیہ میں مرحومین کے لیے اِیصالِ ثواب اور دُعائے مغفرت کرائی گئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔ اہل اِدارہ جملہ پسماندگان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

قسط : ۱۴

اِسلام کیا ہے ؟

﴿ حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی رحمۃ اللہ علیہ ﴾

نواں سبق : اچھے اَخلاق اور عمدہ صفات

اچھے اَخلاق اور اَوصاف کی تعلیم بھی اِسلام کی بنیادی تعلیمات میں سے ہے اور لوگوں کی اَخلاقی اور رُوحانی اِصلاح و درستی اُن خاص مقاصد میں سے ہے جن کے پورا کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ نبی بنا کر بھیجے گئے تھے، خود حضور ﷺ کا اِرشاد ہے :

''میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اِس لیے بھیجا گیا ہوں کہ عمدہ اَخلاق کی تعلیم دُوں اور اُنہیں مرتبۂ کمال تک پہنچاؤں۔''

اَچھے اَخلاق کی فضیلت اور اہمیت :

اِسلام میں اچھے اَخلاق کی جو اہمیت اور فضیلت ہے اِس کا کچھ اَندازہ رسول اللہ ﷺ کی مندرجہ ذیل حدیثوں سے کیا جا سکتا ہے، حضور ﷺ نے اِرشاد فرمایا :

''تم میں بہترین لوگ وہ ہیں جن کے اَخلاق بہت اچھے ہیں۔''

ایک اور حدیث میں وارِد ہوا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

''قیامت کے دِن میری نظر میں سب زیادہ محبوب وہ شخص ہوگا جس کے اَخلاق سب سے اچھے ہوں گے۔''

ایک دُوسری حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

''قیامت کے دِن اَعمال کے ترازو میں سب سے زیادہ وزن اچھے اَخلاق کا ہوگا۔''

ایک اور روایت میں ہے :

''حضور ﷺ سے پوچھا گیا کہ وہ کون سی صفت ہے جو اِنسان کو جنت میں لے جاتی ہے ؟ آپ نے فرمایا : اللہ کا خوف اور اچھے اَخلاق۔''

ایک اور روایت میں آیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ :

''اچھے اَخلاق والے مومن کو دِنوں کے روزوں او راتوں کے قیام (یعنی نفل روزوں) کا ثواب ملتا ہے۔''

مطلب یہ ہے کہ جس اللہ کے بندے کو اِیمان نصیب ہو اور وہ اللہ کے مقرر کیے ہوئے فرض اَدا کرتا ہو اور زیادہ نفل روزے نہ رکھتا ہو اور نہ رات کو بہت زیادہ نفل نمازیں پڑھتا ہو مگر اُس کے اَخلاق اچھے ہوں تو اللہ تعالیٰ اُس کو عمدہ اَخلاق کی وجہ سے ہی اُن لوگوں کے برابر ثواب دے گا جو صَائِمُ النَّھَارِ وَقَائِمُ اللَّیْلِ (یعنی دِنوں کو روزے رکھنے والے اور راتوں کو نفل نمازیں پڑھنے والے ہوں)

برے اَخلاق کی نحوست :

جس طرح حضور ﷺ نے اچھے اَخلاق کی یہ فضیلتیں بیان فرمائیں ہیں اِسی طرح برے اَخلاق کی نحوست سے بھی آپ نے ہم کو خبردار کیا ہے۔ ایک حدیث میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا :

''بُرے اَخلاق والا آدمی جنت میں نہ جا سکے گا۔''

ایک اور روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا :

''کوئی گناہ اللہ کے نزدیک بُرے اَخلاق سے بدتر نہیں۔''

چند اہم اور ضروری اَخلاق کا بیان :

یوں تو قرآن و حدیث میں تمام اچھے اَخلاق اور عمدہ رُوحانی صفات کی تعلیم دی گئی ہے اور سب بُرے اَخلاق اور بُری عادات سے بچنے کی تاکید فرمائی گئی ہے لیکن یہاں ہم اِسلام کی صرف ضروری اور بنیادی درجہ کی چند اَخلاقی ہدایتوں کا ذکر کرتے ہیں جن کے بغیر کوئی شخص سچا مومن اور مسلم نہیں ہوسکتا۔

سچائی اور راست بازی :

اِسلام میں سچائی کی اِتنی اہمیت ہے کہ ہر مسلمان کو ہمیشہ سچ بولنے کے علاوہ اِس کی بھی تاکید فرمائی گئی ہے کہ وہ ہمیشہ سچوں کے ساتھ اور سچوں کی صحبت میں رہے، قرآنِ مجید میں ہے :

﴿ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ﴾ (سُورۃ التوبہ : ١١٩)

''اے اِیمان والو ! خدا سے ڈرو اور صرف سچوں کے ساتھ رہو۔''

حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے ایک موقع پر صحابہ کرامؓ سے اِرشاد فرمایا :

''جو یہ چاہے کہ اللہ و رسول سے اُس کو محبت ہو یا اللہ و رسول اُس سے محبت کریں تو اُس کو لازم ہے کہ جب بات کرے تو ہمیشہ سچ بولے۔''

ایک اور حدیث میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا :

''سچائی اِختیار کرو، اگرچہ تمہیں اُس میں اپنی بربادی اور موت نظر آئے کیونکہ دَراصل نجات اور زندگی سچائی ہی میں ہے۔ اور جھوٹ سے پرہیز کرو اگرچہ بظاہر اُس میں نجات اور کامیابی نظر آئے کیونکہ جھوٹ کا اَنجام بربادی اور نامرادی ہے۔''

ایک روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ سے کسی نے پوچھا کہ اہلِ جنت کی کیا علامت ہے ؟ آپ ﷺ نے فرمایا : سچ بولنا۔

اور اِس کے بالمقابل ایک دُوسری حدیث میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا : جھوٹ بولنا منافق کی خاص نشانیوں میں سے ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ کسی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کیا مومن بزدل ہوسکتا ہے ؟ آپ ﷺ نے فرمایا : ہاں ! ہوسکتا ہے۔ پھر دریافت کیا گیا: کیا مومن بخیل ہوسکتا ہے ؟ آپ ﷺ نے فرمایا : ہاں ! ہوسکتا ہے۔ پھر سوال کیا گیا: کیا مومن جھوٹا ہوسکتا ہے ؟ آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا : نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم ہمیشہ کے لیے سچائی کو اِختیار کریں جو نجات دِلانے والی،

جنت میں پہنچانے والی اور اللہ ورسول کا محبّ ومحبوب بنانے والی ہے اور جھوٹ سے مکمل پرہیز کریں جس کا اَنجام تباہی و بربادی اور خدا ورسول کی لعنت اور ناراض مندی اور جو منافقوں کی نشانی ہے۔

عہد کی پابندی :

یہ دراَصل سچائی ہی کی ایک خاص قسم ہے کہ جس کسی سے جو عہد کیا جائے اُس کو پورا کیا جائے، قرآن وحدیث میں خصوصیت سے اِس کی ہدایت اور تاکید فرمائی گئی ہے، اللہ تعالیٰ کا اِرشاد ہے :

﴿ وَاَوْفُوْا بِالْعَھْدِ اِنَّ الْعَھْدَ کَانَ مَسْئُوْلًا ﴾ (سُورۂ بنی اِسرائیل : ۳۴)

''اور اپنا عہد پورا کرو یقینا تم سے قیامت میں ہر عہد کی بابت پوچھا جائے گا۔''

قرآن شریف ہی میں ایک دُوسری جگہ نیکیوں اور نیکوں کے ذکر میں فرمایا گیا ہے :

﴿ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَھْدِھِمْ اِذَا عَاھَدُوْا ﴾ (سُورۃ البقرۃ : ۱۷۷)

''اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک نیک وہ لوگ بھی ہیں جو اپنے عہد کو پورا کریں جب عہد کریں۔''

حدیث میں ہے حضور ﷺ اپنے اَکثر خطبوں میں فرمایا کرتے تھے :

''جو اپنے عہد کا پابند نہیں اُس کا دین میں حصہ نہیں۔''

ایک اور حدیث میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا :

''عہد کا پورا نہ کرنا منافقوں کی خاص نشانیوں میں سے ہے۔''

گویا حضور ﷺ کے اِشاد کے مطابق عہد شکنی اور وعدہ خلافی اِیمان کے ساتھ جمع نہیں ہوسکتی، اللہ تعالیٰ اِن بری عادتوں سے ہم سب کو بچائے۔

اَمانت داری :

اَمانت داری بھی دراَصل سچائی اور راست بازی ہی کی ایک خاص قسم ہے، اِسلام میں اِس کی تاکید بھی خصوصیت سے فرمائی گئی ہے، قرآن شریف میں ہے :

﴿ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰی اَھْلِھَا ﴾ (سُورۃ النساء : ۵۸)

''اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ اَمانتیں اَمانت والوں کو ٹھیک ٹھیک اَدا کرو۔''

اور قرآن شریف ہی میں دو جگہ پر سچے اِیمان والوں کی صفات کے بیان میں فرمایا گیا ہے :

﴿ وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِاَمَانَاتِھِمْ وَعَھْدِھِمْ رَاعُوْنَ ﴾ [1]

''وہ لوگ جو اَمانتوں کی اور اپنے عہد کی حفاظت کرتے ہیں (یعنی اَمانتیں اَدا کرتے ہیں اور عہد کو پورا کرتے ہیں)۔''

رسول اللہ ﷺ اپنے اکثر خطبوں میں برسرِ منبر فرمایا کرتے تھے :

''لوگو ! جس میں اَمانت کی صفت نہیں اُس میں گویا اِیمان ہی نہیں۔''

ایک حدیث میں ہے حضور ﷺ نے اِرشاد فرمایا :

''کسی کی نیکی کا اَندازہ کرنے کے لیے صرف اُس کے نماز روزہ ہی کو نہ دیکھو (یعنی کسی کے صرف نماز روزہ ہی کو دیکھ کر اُس کے معتقد نہ ہو جاؤ) بلکہ یہ چیز دیکھو کہ جب بات کرے تو سچ بولے اور جب کوئی اَمانت اُس کے سپرد کی جائے تو اُس کو ٹھیک ٹھیک اَدا کرے اور تکلیف اور مصیبت کے دِنوں میں بھی پرہیزگاری پر قائم رہے''

عزیزو ! اگر ہم اللہ کے نزدیک سچے مومن اور اُس کی رحمتوں کے مستحق ہونا چاہتے ہیں تو لازم ہے کہ ہر معاملہ میں اَمانت داری اور اِیمانداری اِختیار کریں اور عہد کی پابندی کو اپنی زندگی کا اُصول بنائیں۔ یاد رکھو کہ ہم میں سے جس کسی میں یہ اَوصاف نہیں وہ اللہ و رسول ﷺ کے نزدیک سچا مومن اور پورا مسلمان نہیں۔

عدل و اِنصاف :

اِسلام نے ہر معاملہ میں عدل و اِنصاف کی بھی بڑی سخت تاکید فرمائی ہے، قرآن شریف میں اِرشاد ہے :

---

[1] سُورۃ المؤمنون : ۸ و سُورۃ المعارج : ۳۲

﴿ اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ ﴾ (سُورة النحل : ۹۰)

''اللہ تعالیٰ عدل و اِنصاف کرنے اور اِحسان کرنے کا حکم دیتا ہے۔''

پھر اِسلام میں عدل و اِنصاف کی یہ تاکید صرف اپنوں ہی کے حق میں نہیں فرمائی گئی بلکہ غیروں کے حق میں بھی اور جان و مال اور دین و اِیمان کے دُشمنوں کے حق میں بھی عدل و اِنصاف ہی کی تاکید فرمائی گئی ہے، قرآن شریف کا کھلا ہوا اِرشاد ہے :

﴿ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ﴾
(سُورة المائده : ۸)

''اور کسی قوم کی عداوت تم کو اِس گناہ پر آمادہ نہ کردے کہ تم اُس کے ساتھ اِنصاف نہ کرو، تم ہر حال میں ہر ایک کے ساتھ اِنصاف کرو، تقوی کی شان کے یہی مناسب ہے۔''

اِس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ کسی شخص سے کسی قوم سے اگر بالفرض ہماری دُشمنی اور لڑائی ہو، تب بھی ہم اُس کے ساتھ کوئی بے اِنصافی نہیں کر سکتے اور اگر کریں گے تو اللہ کے نزدیک سخت مجرم اور گناہگار ہوں گے۔ رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے آپ نے اِرشاد فرمایا :

''قیامت کے دِن اللہ سے سب سے زیادہ قریب اور اللہ کو سب سے زیادہ پیارا اِمامِ عادل ہوگا (یعنی اللہ کے حکم کے مطابق اِنصاف کے ساتھ حکومت کرنے والے حکمران) اور اللہ سے سب سے زیادہ دُور سخت ترین عذاب میں گرفتار قیامت کے دِن اِمامِ جائز ہوگا (یعنی ظلم اور بے اِنصافی سے حکومت کرنے والا حکمران)۔''

ایک دُوسری حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے ایک دِن صحابہؓ سے فرمایا :

''تم جانتے ہو قیامت کے دِن اللہ کے سایۂ رحمت میں کون لوگ سب سے پہلے آئیں گے ؟ عرض کیا گیا کہ اللہ اور اُس کے رسول ہی کو زیادہ معلوم ہے (لہٰذا حضور ہی ہم کو بتلائیں کہ کون خوش نصیب بندے قیامت کے دِن سب سے پہلے

رحمت کے سائے میں لیے جائیں گے) آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا : یہ وہ بندے ہیں جن کا حال یہ ہوگا کہ جب اُن کا حق اُن کو دیا جائے گا تو قبول کرلیں اور جب کوئی اُن سے اپنا حق مانگے تو وہ (بغیر لیت ولعل کے) اُس کا حق اَدا کریں اور دُوسرے لوگوں کے لیے بالکل اِسی طرح فیصلہ کریں جس طرح خود اپنے لیے کریں (یعنی اپنے اور غیر کے معاملہ میں کوئی فرق نہ کریں)۔''

اَفسوس ! ہم مسلمانوں نے اِسلام کی اِن پاکیزہ تعلیمات کو بالکل بھلا دیا ہے، اگر آج مسلمانوں میں یہ صفات پیدا ہو جائیں کہ وہ بات کے سچے، عہد کے پکے اور اَمانت دار اور ہر ایک کے ساتھ عدل و اِنصاف کرنے والے ہو جائیں تو دُنیا کی عزتیں بھی اُن کے قدم چومیں اور جنت میں بھی اُن کو بہت بڑے درجے ملیں۔

رحم کھانا اور قصوروار کو معاف کرنا :

کسی کو مصیبت کی حالت میں اور دُکھ درد میں مبتلا دیکھ کر اُس پر رحم کھانا اور اُس کے ساتھ ہمدردی کرنا اور کسی خطا کار کی خطا معاف کرنا بھی اُن اَخلاق میں سے ہے جن کی اِسلام میں بڑی اہمیت اور بڑی فضیلت ہے، ایک حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

''تم اللہ کے بندوں پر رحم کھاؤ تم پر رحمت کی جائے گی تم لوگوں کے قصور معاف کرو تمہارے قصور معاف کیے جائیں گے۔''

ایک اور حدیث میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا :

''جو رحم نہیں کرتا اُس پر رحم نہیں کیا جائے گا۔''

ایک دُوسری روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

''جو کوئی کسی کا قصور معاف نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ بھی اُس کا قصور معاف نہیں کرے گا۔''

ایک اور حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

''رحم کھانے والوں پر رحمٰن رحم کرتا ہے تم زمین والوں کے ساتھ رحم کا معاملہ کرو، تم پر آسمان والا رحمت کرے گا۔''

اِس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اِسلام، دوست اور دُشمن سب کے ساتھ بلکہ زمین میں بسنے والی سب مخلوق کے ساتھ رحم دِلی کی تعلیم دیتا ہے۔ایک حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ :

''کسی شخص نے ایک پیاسے کتے کو جو پیاس کی شدت سے کیچڑ چاٹ رہا تھا، اُس پر رحم کھا کر پانی پلا دیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اُس کے اِس فعل کے بدلہ اُس کو جنت عطا فرمادی تھی۔''

اَفسوس ! اللہ کی مخلوق پر رحم کھانے اور سب کے ساتھ ہمدردی کرنے کی صفت ہم سے نکل گئی اور اِسی واسطے ہم خدا کی رحمتوں کے قابل نہیں رہے۔

نرم مزاجی :

لین دین میں اور ہر طرح کے برتاؤ میں نرمی وآسانی کرنا بھی اِسلام کی خاص تعلیمات میں سے ہے۔ایک حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

''نرمی کرنے والوں اور آسانی کرنے والوں پر دوزخ کی آگ حرام ہے۔''

ایک دُوسری حدیث میں ہے :

''اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے اور نرمی کو پسند کرتا ہے اور نرمی پر اِتنا دیتا ہے جتنا سختی پر نہیں دیتا۔''

تحمل اور بردباری :

ناگوار باتوں کو برداشت کرنا اور موقع پر غصہ کو پی جانا بھی اُن اَخلاق میں سے ہے جن کو اِسلام سب اِنسانوں میں پیدا کرنا چاہتا ہے اور اللہ کے نزدیک اُن اہلِ اِیمان کا بڑا درجہ ہے جو اپنے اَندر یہ صفت پیدا کرلیں۔قرآن شریف میں جہاں اُن لوگوں کا تذکرہ ہے جن کے لیے جنت سجائی گئی

ہے وہاں ایسے لوگوں کا خاص طور سے ذکر کیا گیا ہے، اِرشاد ہے :

﴿ وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ ﴾(سُورۃ الِ عمران : ۱۳۴)

''جو غصہ کو پی جانے والے ہیں اور لوگوں کے قصور معاف کرنے والے ہیں۔''

ایسے لوگوں کے حق میں رسول اللہ ﷺ کی بشارت ہے :

''جو شخص اپنے غصہ کو روکے گا اللہ تعالیٰ اُس سے اپنا عذاب روک لے گا۔''

بڑے خوش نصیب ہیں اللہ کے وہ بندے جو غصہ آنے کے وقت اِن آیتوں اور حدیثوں کو یاد کر کے اپنے غصے کو روک لیں اور اِس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ اُن سے اپنے عذاب کو روک لے۔

خوش کلامی اور شیریں زبانی :

اِسلام کی اَخلاقی تعلیمات میں سے ایک خاص تعلیم یہ بھی ہے کہ بات چیت ہمیشہ خوش اَخلاقی سے اور میٹھی زبان میں کی جائے اور سخت کلامی اور بدزبانی سے پرہیز کیا جائے، قرآنِ مجید میں اِرشاد ہے :

﴿ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا﴾ (سُورۃ البقرہ : ۸۳)

''اور لوگوں سے اچھی بات کہو۔''

اِسلام نے خوش کلامی کو نیکی قرار دیا ہے اور سخت کلامی کو گناہ بتلایا ہے۔حدیث شریف میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ :

''نرمی اور خوش اَخلاقی سے بات چیت کرنا نیکی ہے اور ایک قسم کا صدقہ ہے۔''

ایک اور حدیث میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا :

''بدزبانی ظلم ہے اور ظلم کا ٹھکانا جہنم ہے۔''

ایک اور حدیث میں ہے :

''بدزبانی نفاق ہے (یعنی منافقوں کی خصلت ہے)۔''

اللہ تعالیٰ بدزبانی اور سخت کلامی کی اِس ظالمانہ اور منافقانہ خصلت سے ہماری حفاظت فرمائے اور خوش کلامی اور نرم گفتاری ہم کو نصیب فرمائے جو اِیمان کی شان ہے اور اللہ کے نیک بندں کا طریقہ ہے۔

عاجزی اور اِنکساری :

اِسلام جن عادتوں کو اپنے ماننے والوں میں عام کرنا چاہتا ہے اُن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ خدا کے دُوسرے بندوں کے مقابلہ میں آدمی اپنے کو نیچا رکھے اور خود کو عاجز اور فقیر بندہ سمجھے یعنی غرور اور تکبر سے اپنے دِل کو پاک رکھے اور اِس کے بجائے خاکساری کو اپنا شیوہ بنائے، اللہ کے یہاں عزت اور بلندی اُن ہی خوش نصیبوں کے لیے ہے جو اِس دُنیا میں نیچے ہو کر رہیں، قرآنِ مجید میں اِرشاد ہے :

﴿ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا ﴾ (سُورۃ الفرقان : ۶۳)

''رحمٰن کے خاص بندے تو وہی ہیں جو زمین پر عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں۔''

دُوسری جگہ اِرشاد ہے :

﴿ تِلْکَ الدَّارُ الْاٰخِرَۃُ نَجْعَلُھَا لِلَّذِیْنَ لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ﴾

(سُورۃ القصص : ۸۳)

''آخرت کے اُس گھر (جنت) کا وارث ہم اُن ہی کو کریں گے جو نہیں چاہتے دُنیا میں بڑائی حاصل کرنا اور فساد کرنا۔''

ایک حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

''جس نے خاکساری اِختیار کی، اللہ تعالیٰ اُس کے مرتبے اِتنے بلند کرے گا کہ اُس کو اَعلیٰ علیّین میں پہنچائے گا (جو جنت کا سب سے اُونچا درجہ ہے)۔''

اور اِس کے برخلاف غرور و تکبر اللہ تعالیٰ کو اِس قدر ناپسند ہے کہ ایک حدیث میں آیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

''جس شخص کے دِل میں رائی کے دانے برابر بھی تکبر ہوگا تو اللہ تعالیٰ اُس کو منہ کے بَل جہنم میں ڈلوائے گا۔''

ایک دُوسری حدیث میں ہے کہ :

''جس شخص کے دِل میں رائی کے دانے برابر بھی تکبر اور غرور ہو گا وہ جنت میں نہ

جا سکے گا۔''

ایک اور حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا :

''تکبر سے بچو، تکبر ہی وہ گناہ ہے جس نے سب سے پہلے شیطان کو تباہ کیا۔''

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِس شیطانی خصلت سے بچائے اور وہ عاجزی اور خاکساری نصیب فرمائے جو اُس کو پسند ہے اور جو بندگی کی شان ہے۔

لیکن یہاں ہم کو یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ہماری عاجزی اور خاکساری اپنے نفس اور اپنی ذات کے معاملہ میں ہونی چاہیے مگر حق کے معاملہ میں اور دین کے بارے میں ہمیں قوت و پختگی کا ثبوت دینا چاہیے۔ اِس موقع کے لیے اللہ کا اور اللہ کے رسول ﷺ کا حکم یہی ہے۔

اَلغرض مومن کی شان یہی ہے کہ وہ اپنے نفس اور اپنی ذات کو حقیر اور نیچا سمجھے اور حق پر مضبوطی سے قائم رہے اور کسی کے ڈر خوف سے اُس میں کمزوری نہ دِکھائے۔

صبر و شجاعت :

اِس دُنیا میں آدمیوں پر مصیبتوں اور مشقتوں کے وقت بھی آتے ہیں، کبھی بیماری آتی ہے، کبھی محتاجی اور ناداری کی صورت ہو جاتی ہے، کبھی ظالم دُشمن ستاتے ہیں، کبھی دُوسرے طور پر حالات ناموافق ہو جاتے ہیں، پس ایسے موقعوں کے لیے اِسلام کی خاص تعلیم یہ ہے کہ اللہ کے بندے صبر اور ہمت سے کام لیں اور ہزار تکلیفوں اور مصیبتوں کے باوجود مضبوطی اور بہادری کے ساتھ اپنے اُصول پر قائم رہیں ایسے لوگوں کے لیے قرآن شریف کی خوشخبری ہے کہ وہ اللہ کے پیارے ہیں ﴿ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ صبر والوں سے محبت رکھتا ہے۔'' دُوسری آیت مبارکہ میں ہے ﴿ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴾ '' اللہ یقیناً صبر والوں کے ساتھ ہے۔''

ایک اور آیت میں اُن اِیمان والوں کی بڑی تعریف کی گئی ہے جو تکلیف اور مشقت کی حالت میں اور حق کے لیے جنگ میں ثابت قدم رہیں اور قربانی سے نہ بھاگیں۔

﴿ وَالصّٰبِرِيْنَ فِى الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ط اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا

وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ﴾ (سُورۃ البقرۃ : ۱۷۷)

''اور جولوگ سختی اور تکلیف اور جنگ کے وقت ثابت قدم رہنے والے ہیں، وہی ہیں جو سچے ہیں اور متقی ہیں۔''

ایک حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

''صبر کی توفیق سے بہتر کوئی نعمت نہیں۔''

ایک دُوسری حدیث میں ہے :

''صبر آدھا اِیمان ہے۔''

اور اِس کے برخلاف بے صبری اور بزدلی اِسلام کی نگاہ میں بدترین عیب ہے جس سے حضور ﷺ اپنی دُعاؤں میں بکثرت پناہ مانگتے تھے، اللہ تعالیٰ ہم سب کوبھی صبر و ہمت عطا فرمائے اور بے صبری اور بے ہمتی سے اپنی پناہ میں رکھے۔

اِخلاص اور تصحیحِ نیت :

''اِخلاص'' تمام اِسلامی اَخلاق کی بلکہ کہنا چاہیے کہ پورے اِسلام کی رُوح اور جان ہے، اِخلاص کا مطلب یہ ہے کہ ہم جو کام بھی کریں وہ محض اللہ کے واسطے اور اُس کی رضا کی نیت سے کریں اور اِس کے سوا ہماری کوئی اور غرض نہ ہو۔ اِسلام کی جڑ توحید ہے اور توحید کی تکمیل اِخلاص ہی سے ہوتی ہے یعنی کامل توحید یہی ہے کہ ہمارا ہر کام اللہ کے واسطے ہو اور صرف اللہ کی رضا اور اُس کا ثواب ہی ہمارا مطمحِ نظر ہو۔

حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ :

''جس نے اللہ کے لیے محبت کی اور اللہ کے لیے دُشمنی کی اور اللہ کے لیے دیا اور اللہ کے لیے منع کیا اُس نے اپنا اِیمان کامل کرلیا۔''

مطلب یہ ہے کہ جس نے اپنے تعلقات اور معاملات کو اپنی ذاتی خواہش اور دُوسری اَغراض کی بجائے صرف رضائے اِلٰہی کے ماتحت کردیا، وہی اللہ کے نزدیک کامل مومن ہے۔ ایک دُوسری

حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ :

''اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے جسموں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دِلوں کو دیکھتا ہے۔''

یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے جزاء اور ثواب کا معاملہ خلوص اور دِل کی نیت کے مطابق ہوگا۔

ایک اور حدیث میں ہے حضور ﷺ نے اِرشاد فرمایا :

''لوگو ! اپنے اَعمال میں اِخلاص پیدا کرو، اللہ تعالیٰ وہی عمل قبول کرتا ہے جو اِخلاص سے ہو۔''

آخر میں ایک حدیث اور ذکر کی جاتی ہے جس کو سن کر ہم سب کو لرز جانا چاہیے بعض روایات میں ہے کہ حضرت اَبو ہریرہ رضی اللہ عنہ جب اِس حدیث کو سناتے تھے تو کبھی کبھی بے ہوش ہو کر گر پڑتے تھے، وہ حدیث یہ ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ :

''قیامت کے دِن سب سے پہلے قرآن کے بعض عالم اور بعض شہید اور بعض مالدار پیش کیے جائیں گے اور اُن لوگوں سے پوچھا جائے گا کہ تم نے اپنی زندگی میں ہمارے لیے کیا کیا ؟

عالمِ قرآن کہے گا کہ میں عمر بھر تیری کتاب کو پڑھتا رہا، اِس کو خود سیکھا اور دُوسروں کو سکھایا اور یہ سب تیرے واسطے کیا۔ اِرشاد ہوگا تو جھوٹا ہے تو نے تو یہ سب کچھ اپنی شہرت کے لیے کیا تھا جو دُنیا میں تجھے حاصل ہو چکی۔

پھر مالدار سے پوچھا جائے گا کہ ہم نے تجھ کو مال دیا تھا تو نے اُس میں ہمارے لیے کیا کیا ؟ وہ کہے گا کہ نیکی کے سب کاموں میں اور بھلائی کی سب راہوں میں تیری رضا کے لیے صرف کیا۔ اِرشاد ہوگا تو جھوٹا ہے تو نے تو دُنیا میں یہ فیاضی صرف اِس لیے کی تھی کہ تیری سخاوت اور فیاضی کے چرچے ہوں اور لوگ تعریفیں کریں، سو دُنیا میں یہ سب کچھ تجھے حاصل ہو چکا۔

پھر اِسی طرح شہید سے پوچھا جائے گا وہ کہے گا کہ تیری دی ہوئی سب سے عزیز چیز جان تھی میں اُس کو بھی تیرے لیے قربان کر آیا۔ اِرشاد ہوگا تو جھوٹا ہے تو نے تو جنگ میں صرف اِس لیے حصہ لیا تھا کہ تیری بہادری کی شہرت ہو اور تیرا نام ہو، سو وہ شہرت اور ناموری تجھے دُنیا میں حاصل ہوگئی۔

پھر اِن تینوں کے لیے حکم ہوگا کہ اِن کو اَوندھے منہ گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے چنانچہ یہ دوزخ میں جھونک دیے جائیں گے۔''

بھائیو ! ہمیں چاہیے کہ اپنے اَعمال کو اِس حدیث کی روشنی میں دیکھیں اور اپنے دِلوں اور اپنی نیتوں میں خلوص پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ اے اللہ ! ہم سب کو اِخلاص نصیب فرمایا اور ہمارے اِرادوں اور ہماری نیتوں کو محض اپنے فضل و کرم سے درست فرمادے اور ہم کو اپنے مخلص بندوں میں سے کردے، آمین۔ (جاری ہے)

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) مسجد حامد کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے دارُالاقامہ (ہوسٹل) اَور دَرسگاہیں

(۳) کتب خانہ اَور کتابیں

(۴) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اَجر ہے۔ (ادارہ)

قسط : ۱۴

قصص القرآن للاطفال

پیارے بچوں کے لیے قرآن کے پیارے قصے

﴿ الشیخ مصطفٰی وہبہ، مترجم مفتی سیّد عبدالعظیم صاحب ترمذی ﴾

﴿ طالوت علیہ السلام اور جالوت کا قصہ ﴾

حضرت سیّدنا موسٰی علیہ السلام کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے بنی اِسرائیل کی طرف بہت سے نبی بھیجے لیکن بنی اِسرائیل کے اکثر لوگ اللہ کے اَحکام کی مخالفت کرتے تھے اور اپنی طرف بھیجے گئے اَنبیاء علیہم السلام کی اِطاعت نہیں کرتے تھے اور نہ اُن کی نصیحتوں پر عمل کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن سے سخت اِنتقام لیا او وہ چالیس سال تک جنگلوں میں بھٹکتے رہے، اِس دوران اُنہیں بھوک پیاس کا بھی سامنا کرنا پڑا نیز اللہ تعالیٰ نے اُن کے دِلوں میں ایک دُوسرے کی نفرت ڈال دی اور اُن پر اُن کی دُشمن قوم ''عمالقہ'' کو مسلط کردیا جو فلسطین میں تھے۔

جب بنی اِسرائیل لڑائی پر مجبور ہوئے تو قوم چوہوں کی طرح میدانِ کارزار سے بھاگنے لگی حتی کہ اُن کا متبرک تابوت بھی جس کے ذریعے وہ مدد طلب کرتے تھے اور جس میں حضرت موسٰی علیہ السلام کا عصاء مبارک اور تورات کی بعض آسمانی تختیاں تھیں، عمالقہ نے چھین لیا۔ عمالقہ کا سپہ سالار جالوت تھا جس نے بنی اِسرائیل کو ذلیل کیا اور اُنہیں بدترین عذاب میں مبتلا کیا، جب اُن کی ذلت اِنتہا کو پہنچ گئی تو اُنہوں نے اپنے نبی سے عرض کیا :

﴿ اِبْعَثْ لَنَا مَلِکًا نُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ﴾ (سُورۃ البقرہ : ۲۴۶)

''مقرر کردو ہمارے لیے ایک بادشاہ تا کہ ہم لڑیں اللہ کی راہ میں ۔''

نبی علیہ السلام نے فرمایا :

﴿ هَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ﴾ (سُورۃ البقرہ : ۲۴۶)

''کیا تم سے یہ بھی توقع ہے کہ اگر حکم ہو تم کو لڑائی کا تو تم اُس وقت نہ لڑو۔''

اُنہوں نے جواب دیا : ہم اُن سے کیوں نہیں قتال کریں گے، اُنہوں نے ہمیں ذلیل اور بے وطن کردیا چنانچہ اُن کے نبی نے اپنے رب سے دُعا کی اور اللہ تعالیٰ نے اُن کی دُعا قبول فرمائی اور اُن کی طرف وحی بھیجی کہ وہ بنی اِسرائیل سے فرمادیں :

﴿ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا ﴾ (سُورۃ البقرہ : ۲۴۷)

''بے شک اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمادیا تمہارے لیے طالوت کو بادشاہ۔''

اور طالوت علیہ السلام بہت قوی ہیکل لیکن پتلی حالت کے مالک تھے، وہ نہ تو مشہور آدمی تھے اور نہ ہی مالدار تھے چنانچہ بنی اِسرائیل اُن پر اِعتراض کرنے لگے اور کہنے لگے : طالوت کیونکر بادشاہ بن سکتے ہیں جبکہ ہم میں بہت سے ایسے اَفراد ہیں جو صاحبِ مرتبہ اور حکومت کے لیے بہت موزوں ہیں۔ اُن سے اُن کے نبی نے فرمایا اللہ کی پسند پر اِعتراض نہ کرو کیونکہ وہ زیادہ جاننے والا ہے کہ تم میں سے کس کی صلاحیت زیادہ ہے اور کون حکومت کے لیے موزوں ہے۔

﴿ اِصْطَفٰهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِى الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ وَاللّٰهُ يُؤْتِىْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ ﴾ (سُورۃ البقرہ : ۲۴۷)

''پسند فرمایا اُس کو تم پر اور زیادہ فراخی دی اُس کو علم اور جسم میں، اور اللہ دیتا ہے مُلک اپنا جس کو چاہے۔''

بنی اِسرائیل کہنے لگے : ہم اُن کی وسعتِ علم اور طاقتِ جسم کا کیا کریں ؟

نبی علیہ السلام نے فرمایا وہ اپنے علم سے ایسا نظام اور جنگی چالیں وضع کریں گے کہ تمہارے لیے دُشمن کو شکست دینا آسان ہو جائے گا اور اپنی قوت و شجاعت کی بدولت عمالقہ پر رُعب ڈال دیں گے کیونکہ اُنہیں تائیدِ خداوندی حاصل ہے، اُنہوں نے یہ بھی فرمایا کہ وہ مقدس تابوت جو تم سے

تمہارے دُشمنوں نے چھین لیا تھا اللہ تعالیٰ تمہیں دوبارہ دِلوادیں گے، عنقریب فرشتے اُسے تمہارے پاس اُٹھالائیں گے اور یہ طالوت کے لیے تائیدِ خدا کی علامت ہوگی چنانچہ یہ معجزہ ہوا اور بنی اِسرائیل نے تابوتِ مقدس کو اپنے سامنے موجود دیکھا تو اُنہوں نے تسلیم کرلیا کہ یہی خدا تعالیٰ کا اِنتخاب ہے۔

جب حضرت طالوت علیہ السلام بادشاہ بن گئے تو اُنہوں نے فوراً اپنے دُشمن جالوت اور اُس کے لشکر کے ساتھ جنگ کی تیاری شروع کی اور اپنے لشکر کو لے کر صحرا میں چل پڑے لیکن جالوت کے لشکر کا سامنا کرنے سے پہلے اُنہوں نے چاہا کہ بنی اِسرائیل کی شجاعت، سختیوں پر صبر اور اِطاعت کا اِمتحان لیں چنانچہ اُنہوں نے بنی اِسرائیل کو مخاطب کیا اور فرمایا ہم دُشمن سے جنگ سے قبل ایک نہر پر سے گزریں گے، اُس نہر میں سے زیادہ پانی کوئی نہ پیے صرف چُلّو بھر پانی سے اپنا حلق تر کرے ہرگز سیر ہو کر پانی نہ پیے، جب وہ نہر پر پہنچے تو اُنہوں نے حضرت طالوت علیہ السلام کی ہدایت پر عمل نہ کیا بلکہ وہ نہر میں کود پڑے اور خوب سیر ہو کر پانی پینے لگے حتی کہ اُن کے پیٹ بھر گئے تاہم ایک چھوٹی سی جماعت نے حضرت طالوت علیہ السلام کے فرمان کے مطابق فقط ہاتھوں سے چُلّو بھر پانی پیا اور صرف یہی جماعت اُن کے ہمراہ میدانِ جنگ تک پہنچ سکی۔ جنگ کا وقت آپہنچا اور بنی اِسرائیل نے صف بندی کرلی اور سب سے آگے حضرت طالوت علیہ السلام تھے۔ جب بنی اِسرائیل نے جالوت کے لشکر کی تعداد اور سامانِ جنگ کی کثرت دیکھی تو اُن میں سے بعض نے بھاگنے کا اِرادہ کیا اور کہنے لگے :

﴿ لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ ﴾ (سُورۃ البقرہ : ۲۴۹)

''طاقت نہیں ہم کو آج جالوت اور اُس کے لشکروں سے لڑنے کی۔''

لیکن مومنین اور صابرین نے اُنہیں جواب دیا :

﴿ كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴾ (البقرہ : ۲۴۹)

''بارہا تھوڑی جماعت غالب ہوئی بڑی جماعت پر اللہ کے حکم سے اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔''

اُنہوں نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی :

﴿ رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ﴾

(سُورۃ البقرہ : ۲۵۰)

''اے ہمارے رب ! ڈال دے ہمارے دِلوں میں صبر اور جمائے رکھ ہمارے پاؤں اور مدد کر ہماری اِس کافر قوم پر۔''

جالوت اپنی لوہے کی زِرہ پہن کر تلوار سونتے ہوئے اور اپنی طاقت کے نشہ میں چُور مقابلے کے لیے للکارتا ہوا میدان میں اُترا۔ اُس کی ہیبت اور رُعب کی وجہ سے قریب تھا کہ بنی اِسرائیل میدانِ جنگ سے فرار ہو جاتے لیکن ایک چرواہا جس کا نام حضرت داؤد علیہ السلام تھا، بہادری سے اُسے للکارتا ہوا قتال کے لیے آگے بڑھا، اُس کے پاس صرف اُس کی لاٹھی تھی جس سے وہ بکریوں کو ہانکتا تھا اور ایک منجنیق تھی جس سے دُور تک پتھر پھینکے جاتے تھے لیکن اُس کے پاس ایک اور طاقت تھی جو اِن دونوں سے زیادہ اہم اور زیادہ قوی تھی اور وہ تھی ''اللہ پر پختہ اِیمان و یقین''۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ پر توکل کیا اور منجنیق میں پتھر ڈال کر اُسے فضا میں کئی مرتبہ لہرایا اور پھر اُسے چھوڑ دیا پھر ہوا نے (جس کو اللہ تعالیٰ نے اِن کی مدد کے لیے مسخر کر دیا تھا) وہ پتھر اُٹھایا اور اُس پتھر کو جالوت کے سر کے درمیان دے مارا اور اُس کے سر کے دو ٹکڑے کر دیے اور وہ زمین پر جا گرا۔ جالوت کے لشکر نے جب یہ دیکھا تو اُن پر شدید وحشت طاری ہوگئی اور وہ میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ اِس طرح اللہ تعالیٰ نے بنی اِسرائیل کو اُن کے دُشمنوں پر فتح دی تاکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اِن پر ظاہر کردے کہ حق تعالیٰ اپنے فرمانبردار بندوں سے کبھی غافل نہیں ہوتے۔

حضرت طالوت علیہ السلام کی وفات کے بعد یہی حضرت داؤد علیہ السلام حاکم مقرر ہوئے اور اللہ نے اِنہیں حکومت اور مملکت عطا فرمائی اور اِنہیں بنی اِسرائیل کا حکمران اور نبی بنایا۔

جناب آثر جونپوری

مگر تنقید آقا پر گوارہ کر نہیں سکتا

شہ جن و بشر پر شر ، گوارہ کر نہیں سکتا
کہ جملہ ذاتِ عالی پر گوارہ کر نہیں سکتا

گو اپنی ذات پر تو ہر ستم سہ جائے گا مسلم
مگر تنقید آقا پر گوارہ کر نہیں سکتا

چبھے سرکار کے پیروں میں گر کانٹا بھی تو مومن
سلامت رکھے اپنا سر ، گوارہ کر نہیں سکتا

دِل نقادِ آقا کی شقاوت ، قابلِ ماتم
کہ ایسی بات تو پتھر ، گوارہ کر نہیں سکتا

رہے گو زیرِ خنجر سر میرا ، تسلیم ہے لیکن
عقیدت پر چلے نشتر ، گوارہ کر نہیں سکتا

نشانہ رطب و یابس کا بنائے شاہِ بطحا کو
وہی جو خود پہ خشک و تر ، گوارہ کر نہیں سکتا

خود اپنی موت کو رُوباہِ بزدِل نے پکارا ہے
کہ یہ للکار شیرِ نر ، گوارہ کر نہیں سکتا

میں اپنی جان لُٹا سکتا ہوں ناموسِ رسالت پر
مگر گستاخیٔ سرور ، گوارہ کر نہیں سکتا

اِمام الانبیاء کی شانِ اَقدس میں یہ بے باکی
صحافت اِس قدر خود سر ، گوارہ کر نہیں سکتا

آثر میں جسمِ خاکی کو تو کر سکتا ہوں زیرِ خاک
مگر گردِ رُخِ اَنور ، گوارہ کر نہیں سکتا

قسط : ۱۱ ، آخری

اِسلامی معاشرت

﴿ حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری، اِنڈیا ﴾

میاں بیوی میں ناچاقی ہو تو کیا کریں ؟

شریعت میں زوجین کے مابین تعلقات کے اُستواری اور اُن کے درمیان محبت واُلفت کا دوام نہایت مہتم بالشان اَمر ہے اِس لیے اِنسان کی فطری طبیعت کے اِعتبار سے جہاں ایک طرف مستقل طور پر مردوں کو حسنِ معاشرت کی تعلیم اور عورتوں کو حسنِ اِطاعت کی تاکید کی گئی، وہیں عورتوں کی طرف سے نافرمانی کے اِظہار کے وقت مردوں کو حکم دیا گیا کہ وہ ایک دم سے اِنتہائی فیصلہ نہ کر بیٹھیں بلکہ مرحلہ وار معاملہ کو سلجھانے کی کوشش کریں، اِس بارے میں قرآنِ کریم کی درج ذیل آیات واضح رہنمائی کرتی ہے :

﴿ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَّبِمَا اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ. وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْهِنَّ سَبِیْلًا. اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیًّا كَبِیْرًا. وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَیْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا، اِنْ یُّرِیْدَا اِصْلَاحًا یُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَیْنَهُمَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیْمًا خَبِیْرًا ﴾ (سُورۃ النساء :۳۴)

''مرد حاکم ہیں عورتوں پر، اِس سبب سے کہ اللہ تعالیٰ نے بعضوں کو بعضوں پر فضلیت دی ہے اور اِس سبب سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کیے ہیں سو جو عورتیں نیک ہیں اِطاعت کرتی ہیں مرد کی عدم موجودگی میں بحفاظتِ اِلٰہی نگہداشت کرتی ہیں۔ اور جو عورتیں ایسی ہوں کہ تم کو اُن کی بد دماغی کا اِحتمال ہو تو اُن کو زبانی نصیحت کرو اور اُن کو اُن کے لیٹنے کی جگہوں میں تنہا چھوڑ دو اور اُن کو

مارو پھر اگر وہ تمہاری اِطاعت کرنا شروع کردیں تو اُن پر بہانہ مت ڈھونڈو، بلاشبہ اللہ بڑی رفعت اور عظمت والے ہیں۔ اور اگر تم اُوپر والوں کو اِن دونوں میاں بیوی میں کشاکش کا اَندیشہ ہو تو تم ایک آدمی جو تصفیہ کی لیاقت رکھتا ہو، مرد کے خاندان سے اور ایک آدمی جو تصفیہ کرنے کی لیاقت رکھتا ہو عورت کے خاندان سے بھیجو، اگر اِن دونوں آدمیوں کو اِصلاح منظور ہوگی تو اللہ تعالیٰ اِن میاں بیوی میں اِتفاق فرمادیں گے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے علم اور بڑے خبر والے ہیں۔''

مصالحتی چارٹ :

یہ دونوں آیاتِ شریفہ میاں بیوی کے درمیان بد اِعتمادی کی فضا میں معاملہ کے دائمی حل کے لیے بہترین ''مصالحتی چارٹ'' کی حیثیت رکھتی ہیں، اِن میں چار طریقوں کو بتدریج عمل میں لانے کا حکم دیا گیا ہے :

(۱) اَوّل یہ کہ اِبتدائی مرحلہ میں زبانی فہمائش اور نصیحت سے کام لیا جائے اور ناچاقی اور بد اِعتمادی کے مفاسد اور مِل جل کر رہنے کے فوائد سامنے رکھے جائیں۔

(۲) اگر زبانی نصیحتیں اَثر اَنداز نہ ہوں تو بطورِ سزا بیوی کو بستر پر اَکیلا چھوڑ دیا جائے، شریف عورت کے لیے یہ بات بڑی شاق ہوتی ہے کہ مرد گھر میں رہتے ہوئے اُس سے الگ سوئے، اِس سزا سے اُسے تنبیہ ہوگا اور وہ اپنی نافرمانی سے باز آجائے گی۔

(۳) اگر اِس تدبیر کا بھی کوئی اَثر رُونما نہ ہو اور عورت کی طرف سے بد دماغی برابر ظاہر ہوتی رہے تو اِعتدال کے ساتھ اور شریعت کے دائرہ میں رہتے ہوئے تنبیہ کے لیے عورت کو مارنے کی بھی اِجازت ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ یہ مار ایسی نہ ہونی چاہیے جس سے زخم وغیرہ ہوجائے اِسی طرح چہرہ پر مطلقاً نہ مارا جائے یہ ترکیب بھی عورت کو تابع دار بنانے میں بہت مؤثر ہوتی ہے لیکن یہ ایسی تدبیر ہے جسے شریف لوگ اِختیار نہیں کرتے، بعض اَحادیث میں بھی اِس طرف اِشارہ کیا گیا ہے۔ (معارف القرآن ۲/۴۰۰)

اِن تین طریقوں کے ذکر کے بعد اِرشاد فرمایا گیا کہ اَب بھی اگر وہ اِطاعت گزار ہو جائیں تو اُن پر بہانے مت ڈھونڈو یعنی پھر بال کی کھال نہ نکالو بلکہ سابقہ کوتاہیوں کو بھول جاؤ، یہاں صرف اِطاعت کا پہلو ذکر کیا گیا عدمِ اِطاعت کے پہلو کو چھوڑ دیا گیا، یہ اِس بات کی طرف مشیر ہے کہ قرآن کی نظر میں اَصل اہمیت اِطاعت کی ہے، عدمِ اِطاعت کی نہیں۔

(۴) مذکورہ بالا تینوں طریقے معاملہ کو گھر کی چہار دیواری میں سلجھانے کے متعلق تھے لیکن اگر معاملہ آگے بڑھ کر برادری اور اہلِ خاندان میں مشہور ہو جائے اور میاں بیوی میں جدائی کا اَندیشہ ہو جائے تو لوگوں کو محض تماشائی بننے کو نہیں کہا گیا بلکہ اُنہیں اِس اَمر پر اُبھارا گیا کہ وہ دونوں میں مصالحت کے لیے ثالثی کا کردار اَدا کریں۔ لڑکے اور لڑکی دونوں کے اہلِ خاندان میں سے حکم مقرر ہوں اور دونوں کے معاملات اور شکایتیں سن کر بد اِعتمادی دُور کرنے کا فریضہ اَنجام دیں، یہاں بھی ثالثی کی ناکامی کا ذکر نہ کر کے صرف اِس بات کو بتایا گیا کہ اگر ثالث مخلص ہوں گے تو اللہ تعالیٰ اُن کی کوششوں کو بار آور کرتے ہوئے زوجین میں صلح کرا دے گا، اِنشاء اللہ۔

اِسلام کا یہ دستور العمل نہایت مفید اور تجربہ کی رُو سے معاشرتی زندگی کی کامیابی کی بہترین ضمانت ہے مگر اَفسوس کہ یہ دستور العمل آج ہمارے معاشرے سے نکل چکا ہے، آج ہر طرف اِنتہا پسندی ہے، نہ مرد کو عورت کا پاس و لحاظ ہے اور نہ عورت کو مرد کی عظمت کا اِحساس ہے۔ میاں بیوی میں جب نزاع ہوتا ہے تو وہ بڑھتا ہی چلا جاتا ہے، نہ بچوں کی تربیت کی فکر ہوتی ہے، نہ خاندان کی عزت کا خیال ہوتا ہے اور دونوں فریق ایک دُوسرے پر خوب کیچڑ اُچھالتے ہیں حالانکہ یہ طرزِ عمل اِسلامی تعلیمات کے خلاف ہے، اِسلامی ہدایات جوڑ پر زور دیتی ہیں اِفتراق اور توڑ کی ترغیب نہیں دیتیں اِس لیے ہمیں اِن رشتوں کو حتی الامکان نبھانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

''طلاق'' کا حکم اور اُس کا مقصد :

اِسلام کے فطری اَحکامات میں ایک اہم حکم ''طلاق'' کا بھی ہے۔ طلاق بعض اَوقات معاشرہ کی ضرورت بن جاتی ہے، ذرا تصور کیجئے اگر طلاق کا حکم نہ ہوتا تو کتنی مصیبت میں جان ہوتی، جو نکاح

منعقد ہو جاتا تو ہزار پریشانیوں اور تنگیوں کے باوجود زندگی بھر اِس کڑوے گھونٹ کو پینا پڑتا، اُس وقت یا تو عورت ظلم وستم کا نشانہ بنی رہتی یا پھر شوہر کا گھر خواہ مخواہ جہنم بن جاتا، اِس سے اَندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ شریعت اِسلامیہ میں طلاق کو مشروع کر کے کس قدر اِحسان فرمایا گیا ہے۔ (اَلمصالح العقلیہ ۲۲۶)

طلاق کو عورتوں پر ظلم کرنے کے لیے مشروع نہیں کیا گیا بلکہ اِس کا مقصد اُس ظلم کو دفع کرنا ہے جو طلاق نہ ہونے کی صورت میں مرد کا عورت پر ہو سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اِسلام کی نظر میں اَشیاءِ مباحہ میں سب سے مبغوض چیز طلاق ہے، اِرشاد نبوی ﷺ ہے: اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَی اللّٰہِ الطَّلَاقُ یعنی اللہ کی نظر میں حلال چیزوں میں سے بری چیز طلاق ہے۔ (مشکوۃ شریف ۲/۲۸۳) مگر یہ اُس وقت ہے جبکہ بِلا ضرورت طلاق دی جائے، اِس لیے کہ ضرورت کے وقت طلاق دینا شرعًا جائز بلکہ بسا اَوقات ضروری ہو جاتا ہے۔ دُرمختار میں لکھا ہے کہ اگر حقوق کی اَدائیگی معروف طریقہ پر نہ ہو سکے تو طلاق دینا واجب ہے۔ (دُرِمختار مع الشامی ۳/ ۲۲۹) قرآنِ کریم میں بھی نا اِتفاقی کے وقت عورت کو معلق بنا کر چھوڑنے کی ممانعت وارِد ہوئی ہے۔ (سورۂ نساء : ۱۲۹)

طلاق کا اِستعمال کب ؟

طلاق کوئی ہنسی کھیل نہیں کہ جب چاہیں طلاق دے دیں بلکہ اِس کا اِستعمال صرف اِنتہائی حربہ اور واقعی گلوخلاصی کے لیے ہی ہونا چاہیے۔

آنحضرت ﷺ نے اِرشاد فرمایا ہے کہ

''عورتوں کو صرف فاحشہ میں اِبتلاء کے وقت ہی طلاق دو۔''

اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ

''اللہ تعالیٰ ذائقہ چکھنے والے مرد اور ذائقہ چکھنے والی عورتوں (جلدی جلدی رشتہ مناکحت ختم کرنے والے مرد وعورت) کو پسند نہیں فرماتا۔'' (مجمع الزوائد ۴/ ۳۳۵)

ایک دُوسری حدیث میں اِرشاد فرمایا گیا کہ

''جو عورت بغیر کسی وجہ کے شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرے اُس پر جنت کی خوشبو

حرام ہے۔'' (مشکوۃ شریف ۲/۲۸۳)

اِس سے معلوم ہوا کہ طلاق کو اُسی وقت زبان پر لانا چاہیے جبکہ معروف طریقہ پر معاشرت کے تمام راستے بند ہوجائیں اور نبھاؤ کی کوئی صورت باقی نہ رہے اور پوری کوشش کرنی چاہیے کہ صلح اور اِتفاق کی شکل نکلے اور طلاق نہ دینی پڑے۔ اور جب طلاق دینے کی نوبت آئے تو خوب سوچ سمجھ کر طلاق دی جائے تاکہ بعد میں ندامت نہ ہو۔ اِس لیے کہ شریعت کی نظر میں طلاق اُن اَشیاء میں ہے جو مذاق میں بھی حقیقت پر محمول ہوتی ہے اور بہرحال اُس کا وقوع ہوجاتا ہے۔

طلاق دینے کا شرعی طریقہ :

فقہاءِ اُمت نے قرآن وحدیث کی روشنی میں طلاق کی الگ الگ قسمیں اور اَحکامات بیان فرمائے ہیں مثلاً کس طرح کی طلاق کے بعد عورت سے رُجوع کا حق رہتا ہے اور کون سی طلاق بائنہ یا مغلظہ کہلاتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ ایسے واقعات اگر پیش آئیں تو اُن کی تفصیلی نوعیت لکھ کر کسی معتبر عالم سے حکم معلوم کرنا چاہیے، یہاں تو یہ جان لیں کہ طلاق دینے کا صحیح طریقہ کیا ہے ؟

اِس سلسلہ میں فقہاء نے یہ تفصیل کی ہے کہ طلاق کے تین مراتب ہیں :

☆ طلاقِ اَحسن (سب سے اچھی طلاق)

☆ طلاقِ حسن (اچھی طلاق)

☆ طلاقِ بدعی (ممنوع طلاق)

اِس میں سے اَوّل الذکر دو طرح کی طلاق دینا بالترتیب جائز ہے جبکہ تیسری قسم کا اِرتکاب گناہ اور بدعت ہے۔

(الف) طلاقِ اَحسن کا مطلب یہ ہے کہ عورت کو ایسی پاکی کی حالت میں صرف ایک طلاق رجعی دے کر چھوڑ دینا جس میں عورت سے صحبت نہ کی ہو۔ (دُرمختار ۳/۲۳۱) اِسی طرح حاملہ عورت کو ایک طلاق دینا بھی طلاقِ اَحسن میں شامل ہے۔ (عالمگیری ۱/۳۴۸)

(ب) طلاقِ حسن کا طریقہ یہ ہے کہ تین طلاقیں الگ الگ تین ''طہروں'' میں دی جائیں

اور اُن میں صحبت نہ کریں۔

(ج) اور طلاقِ بدعت کا مفہوم یہ ہے کہ ایک طہر میں بیک وقت یا جداگانہ ایک سے زائد طلاقیں دی جائیں یا حالتِ حیض میں ایک طلاق دیں۔(دُرمختار ۳/۲۳۲ - ۲۳۳)

آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے حالتِ حیض میں اپنی اہلیہ کو ایک طلاقِ رجعی دے دی تھی جب آنحضرت ﷺ کو اِس کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے اِنہیں رُجوع کرنے کا حکم دیا اور اِرشاد فرمایا کہ ''اِس سے رُجوع کرلو پھر اپنے پاس رکھو تا آنکہ وہ پاک ہو جائے پھر حیض آئے اور پھر پاک ہو جائے تو اَب اگر ضرورت سمجھو تو جماع کرنے سے قبل حالتِ طہر میں اُس کو طلاق دے دو، یہی وہ وقت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے آیت ﴿ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ ﴾ کے ذریعہ عورتوں کو طلاق دینے کا حکم فرمایا ہے۔(مشکوۃ شریف ۲/۲۸۳)

اِس واقعہ سے معلوم ہوگیا کہ حالتِ حیض میں طلاق دینا اگرچہ نافذ ہے (ورنہ رُجوع کے حکم کا کوئی مطلب نہ ہوگا) مگر یہ عمل قرآنِ کریم کے حکم کے خلاف ہے اور صحیح طریقہ وہی ہے جو آنحضرت ﷺ نے حضرت اِبن عمر رضی اللہ عنہ کو تلقین فرمایا۔

کچھ غلط فہمیاں :

طلاق کے بارے میں عوام میں ایسے غلط مسائل رائج ہوگئے ہیں جن کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں ہے مثلاً :

(۱) بعض لوگ سمجھتے ہیں عورت سامنے موجود نہ ہو تو طلاق نہیں پڑتی، حالانکہ طلاق کے وقوع کے لیے ایسی کوئی شرط نہیں ہے بلکہ شوہر کی زبان سے الفاظِ طلاق کا نکلنا ہی موجبِ طلاق ہے، خواہ کوئی سامنے موجود ہو یا نہ ہو۔

(۲) بعض جگہ یہ رواج ہے کہ حالتِ حمل میں طلاق کو واقع نہیں سمجھا جاتا جبکہ حمل کی حالت میں طلاق کے نفاذ کا حکم شریعت میں مقرر و مؤکد ہے۔

(۳) بعض جاہل مرد یہ سمجھتے ہیں کہ جب تک تین مرتبہ طلاق کا لفظ نہ بولا جائے طلاق ہی

واقع نہیں ہوتی، حالانکہ شریعت کی نظر میں ایک اور دو طلاق بھی واقع ہو جاتی ہیں بلکہ ضرورت کے وقت ایک ہی طلاق دینا مشروع ہے۔

آج کل ہمارے معاشرہ میں طلاق کے ذریعہ کھڑی ہونے والی مشکلات کی بنیاد یہی خرابی ہے کہ تین سے کم طلاق ہی نہیں سمجھا جاتا، واقعہ یہ ہے کہ اگر یہ رواج ختم ہو جائے اور بوقتِ ضرورت صرف ایک طلاق کا اِستعمال ہو تو بیشتر نزاعات ویسے ہی ختم ہو جائیں۔

(۴) اور ایک بڑی ''غلط فہمی'' اِس زمانہ میں یہ پھیلائی جاتی ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں ایک طلاقِ رجعی کے حکم میں ہوتی ہیں جبکہ یہ نظریہ نا صرف نصوصِ صریحہ بلکہ عقل کے بھی خلاف ہے اور حرام کاری کا دروازہ کھولنے کا ذریعہ ہے۔

ائمہ اَربعہ اور علماءِ محققین میں سے کوئی بھی اِس کا قائل نہیں ہے۔ فتح القدیر میں لکھا ہے کہ اگر کوئی قاضی تین طلاق کے ایک ہونے کا فیصلہ کرے تو اُس کا فیصلہ نافذ نہ مانا جائے گا بلکہ رَد کر دیا جائے گا۔ اَلغرض طلاق سہ گانہ کے متعلق اِجماع اُمت کے خلاف کسی بھی فتویٰ پر عمل کرنا کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے۔

آخری بات :

یہ ہے اِسلامی نظام معاشرت اور اَزدواجی زندگی کے اُصول وضوابط کا ایک مختصر جائزہ۔ ضرورت ہے کہ اِسے ہم اپنے معاشرہ میں داخل کریں اور پوری کوشش کریں کہ ہم سے کسی غیر شرعی حرکت کا صدور نہ ہو سکے، اِس وقت ہمارے لیے اپنے دینی مذہبی شخصیات سے وابستہ رہنا ایسے ہی ضروری ہے جیسے مچھلی کے لیے پانی، اور حیوانات کے لیے ہوا ضروری ہوتی ہے۔ اپنے تشخص کی حفاظت کے بغیر ہم مسلمان ہونے کی حیثیت سے زِندہ نہیں رہ سکتے۔ اِس لیے وقت کا اَوّلین تقاضہ ہے کہ ہمارا معاشرہ اِسلامی ہو، ہمارا رہن سہن مسلمانوں جیسا اور ہمارے اَخلاق وکردار اور ہمارا طرزِ زندگی اِسلامی قالب میں ڈھلا ہوا ہو۔ یہی چیزیں ہماری دینی اور دُنیوی کامیابی کی ضمانت ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق خیر سے نوازے، آمین۔ ✲ ✲ ✲

حاصلِ مطالعہ

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، اُستاذ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

✿ ✿ ✿

حِمص کے فقراء میں گورنر کا نام :

حضور اَکرم ﷺ کے ایک صحابی حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ اِنتہائی عابد وزاہد صحابی تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اِنہیں حمص کا گورنر بنا دیا تھا لیکن اِس کے باوجود اِن کے زُہد میں کوئی فرق نہیں آیا تھا، دُنیا سے اِس قدر بے رغبت تھے کہ حیرت ہوتی ہے، کتابوں میں اِن کے زُہد کے عجیب وغریب واقعات ملتے ہیں، ایک واقعہ علامہ اِبن الاثیر جزریؒ نے نقل فرمایا ہے اُن کے حوالہ سے یہاں درج کیا جا رہا ہے ملاحظہ فرمائیے :

''شہر بن حوشبؒ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حمص تشریف لائے وہاں آپ نے اہلِ حمص سے فرمایا کہ اپنے یہاں کے فقیروں کے نام لکھ کر پیش کریں، کاتبوں نے فقراء کے نام لکھ کر پیش کر دیے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نام ملاحظہ فرمائے تو اُن میں سعید بن عامر کا نام بھی تھا، آپ نے پوچھا سعید بن عامر کون ہیں ؟

اُن لوگوں نے جواب دیا : اَمیر المومنین وہ ہمارے گورنر ہیں۔

آپ نے فرمایا تمہارے گورنر فقیر ہیں ؟

بولے ہاں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تعجب ہوا فرمایا : تمہارے گورنر کیسے فقیر ہو سکتے ہیں، آخر اُن کی تنخواہ کہاں گئی، اُن کا وظیفہ کہاں گیا ؟

لوگ کہنے لگے اَمیر المومنین وہ اپنے پاس کوئی چیز روک کر نہیں رکھتے (جو آتا ہے آگے چلتا کرتے ہیں)۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ سن کر رو دیے پھر ایک ہزار دینار تھیلی میں رکھ کر سعید بن عامرؓ کے پاس روانہ کیے، فرمایا : اُن کو میرا اسلام کہنا اور کہنا کہ یہ اَمیر المومنین نے تمہارے لیے بھیجے ہیں کہ اِن کو اپنی ضروریات میں صرف کریں۔

راوی کا کہنا ہے کہ قاصد دیناروں کی وہ تھیلی لے کر اُن کے پاس آیا، اُنہوں نے تھیلی کو دیکھا تو پتہ چلا کہ اِس میں دینار ہیں آپ فورًا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھنے لگے، آپ کی اہلیہ نے پوچھا کہ کیا ہوا، کیا اَمیر المومنین شہید کر دیے گئے ؟

فرمایا اِس سے بھی بڑی مصیبت پیش آ گئی ہے۔

اہلیہ نے عرض کیا کہ کیا کوئی نشانی ظاہر ہوئی ہے ؟

فرمایا کہ اِس سے بھی بڑھ کر بات پیش آ گئی ہے۔

اہلیہ نے عرض کیا کہ قیامت کی کوئی علامت ظاہر ہو گئی ہے ؟

فرمایا معاملہ اِس سے بھی بڑھ کر ہے۔

اہلیہ کہنے لگیں کہ آخر بتایئے تو سہی کہ ہوا کیا ہے ؟

فرمایا کہ دُنیا میرے پاس آ گئی ہے، فتنہ میرے پاس آ گیا ہے، فتنہ مجھ پر چھا گیا ہے۔

اہلیہ نے کہا کہ (فکر کی کون سی بات ہے) اِن دیناروں میں آپ کو اِختیار ہے اِن میں آپ جیسے چاہیں تصرف کریں۔

آپ نے اہلیہ سے فرمایا تم کچھ مدد کر سکتی ہو ؟

عرض کیا کہ جی کیوں نہیں ؟

آپ نے دیناروں کو تھیلیوں میں بھر کر ایک جھولے میں ڈال دیا پھر رات بھر نماز پڑھتے رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی پھر وہ تھیلیاں لے کر مسلمانوں کے لشکر کے پاس گئے اور اُن سب کو تقسیم کر دیا۔

آپ سے اہلیہ نے کہا کچھ دینار روک ہی لیتے جن سے اپنی ضروریات پوری فرماتے۔

آپ نے جواب دیا کہ میں نے رسولِ اکرم ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ اگر جنت کی عورتوں میں سے ایک عورت بھی زمین کی طرف نکلے تو تمام زمین کو مُشک کی خوشبو سے بھر دے، خدا کی قسم میں اِن پر کسی کو بھی ترجیح نہیں دے سکتا۔''

(اُسد الغابہ ج۲ ص۳۱۱ طبع بیروت)

۞ ۞ ۞

جو قوم خدا سے اپنا رشتہ کاٹ دیتی ہے اور اُس کے فرمان و اَحکام سے رُوگردانی کرتی ہے اُس کے اَعمال نورِ اِلٰہی سے خالی ہو جاتے ہیں اُس پر ضلالت اور گمراہی کا ایک شیطان مسلط ہو جاتا ہے اور وہ اُس کو اپنا مَرکب (سواری) بنا کر اُس کے گلے میں اپنی اِطاعت کی زنجیریں ڈال دیتا ہے۔

﴿ وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ﴾ (الزخرف : ۳۶)

''اور جو شخص خدا کے ذکر سے رُوگردانی کرتا ہے ہم اُس پر ضلالت کا ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں جو اُس کے ساتھ رہتا ہے۔''

پھر وہ یکسر گمراہی اور ضلالت ہو جاتی ہے اُس کی زندگی ناکامی اور نامرادی کی تصویر بن جاتی ہے، وہ طلبِ مقصود میں آوارہ گردی کرتی ہے مگر چونکہ مقصد تک پہنچانے والے ہاتھ میں اُس کا ہاتھ نہیں ہوتا اِس لیے کبھی مقصود تک نہیں پہنچتی۔ مسلمانوں کے تمام ترقی کے ولولوں اور اِصلاح کی کوششوں کا بھی یہی حال ہو رہا ہے، نامرادی کے سوا اُنہیں کچھ حاصل نہیں اُن کے لیڈر پانی کو ڈھونڈتے ہیں مگر دوڑتے ہیں ریگ زار کی طرح۔

﴿ اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَاۗءً حَتّٰۗي اِذَا جَاۗءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـــًٔا ﴾ (النور : ۳۹)

''اُن کے اَعمال کی مثال ایسی ہے جیسے چٹیل میدان میں چمکتا ہوا ریت ہوتا ہے کہ پیاسا دُور سے اُس کو پانی سمجھ کر چلا مگر جب پاس آیا تو کچھ بھی نہ تھا۔''

(اَلہلال ۱۹/اَکتوبر ۱۹۱۲ء)

میرے ''حضرت جی'' ؒ

﴿ مولانا قاری تنویر اَحمد صاحب شریفی، کراچی ﴾

اپنے بچپن میں گھر کے اَندر جن بزرگوں کے نام اور تذکرے کان میں پڑے اُن میں سرفہرست ''حضرت جی'' تھے۔ میرے جداَمجد حضرت مولانا قاری شریف اَحمد صاحب رحمة اللہ علیہ اور اُن کے تمام تلامذہ حضرت جی کہہ کر ایک بزرگ کو یاد کرتے تھے۔ یہ حضرت جی کون ہیں ؟ دِل میں سوال پیدا ہوتا تھا، رفتہ رفتہ معلوم ہوا کہ لاہور میں ایک مدرسہ ''جامعہ مدنیہ'' ہے اُس مدرسہ میں یہ حضرت جی ایک بزرگ ہیں اُن کا نام ''سیّد حامد میاں'' ہے۔

اپنے گھر کے بزرگوں سے ایک اور بزرگ کا نام اور خدمات بھی سننے کو ملتی تھیں وہ بزرگ ''حضرت مولانا سیّد حسین اَحمد صاحب مدنی رحمة اللہ علیہ'' تھے، بعد میں اِن کی عظمت دِل میں پیوست ہوگئی اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْرُ.

حضرت جی اِن بڑے بزرگ کے شاگردِ رشید اور خلیفۂ مجاز تھے۔ میرے حفظ کا زمانہ تھا اور یہ تعلیمی دور طبعًا کھیل کود اور لااُبالی پن کا ہوتا ہے لیکن اُس وقت بزرگوں کے تذکرے جو کان میں پڑے تھے اُس سے یہ کیا کم فائدہ ہوا کہ ہم آج کے پُرفتن اور مصروف ترین مشینی دور میں اپنے اَکابر بزرگوں سے واقف ہیں ؟ اللہ تعالیٰ اِسے نجاتِ اُخروی کا ذریعہ بنائے، آمین !

حکیم الامت حضرت مولانا اَشرف علی تھانوی قدس اللہ سرہ العزیز کے ملفوظات میں کسی جگہ پڑھا تھا آپ فرماتے تھے کہ :

> ''چھوٹے بچے بھی اگر ایسی جگہ موجود ہوں جہاں کوئی بیان ہو رہا ہو، اللہ و رسول کی بات ہو رہی ہو اور یہ بچے اُس دوران شرارت اور کھیل کود میں مشغول ہوں، اِس کے باوجود بھی اُن کا وہاں موجود ہونا فائدے سے خالی نہیں، کسی بھی وقت اُنہیں یاد آجائے گا کہ فلاں جگہ اور فلاں وقت ہمارے کان میں یہ بات پڑی تھی اور

بزرگوں کی مجلس نصیب ہوئی تھی۔ اوکمال قال ! ''

حضرت مولانا قاری شریف اَحمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اہتمام کے ساتھ رات کے آخری حصے میں قرآنِ پاک تراویح میں پڑھتے تھے، بحمد اللہ آج بھی یہ عمل جاری ہے۔ اُس وقت مدرسہ کے کچھ بچے بھی اپنے والدین کے ساتھ آتے تھے جو اپنے بچپن کی وجہ سے کبھی مسجد سے باہر گھومتے رہتے تھے کبھی باتیں کرتے تھے، حضرت قاری صاحبؒ سے کوئی اُن کی شکایت کرتا تو فرماتے :

''اِن کا اِس عمر میں یہاں آنا اِس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ مستقبل میں اِن کے دِل میں اِس طرح قرآنِ مجید پڑھے جانے کی قدر ومنزلت ہوگی، لہجہ اُن کے کان میں رس گھول رہا ہے یہ اِسی طرح سیکھ جائیں گے، لہجہ بھی آجائے گا اور اللہ کرے گا آداب سے بھی واقف ہو جائیں گے۔''

واقعتاً ایسا ہی ہے ہمارے بچپن میں جن بزرگوں کے نام کان میں پڑے، اللہ تعالیٰ نے اُن بزرگوں سے عقیدت کی سبیل پیدا فرمادی جن کے ذریعہ ایسا ہوا اللہ کریم اُنہیں خوب خوب جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین !

''حضرت جی'' میانہ قد، خوب صورت باوجیہہ چہرہ، کھال کی ایک کونے کا بی ٹوپی پہنے، ہاتھ میں اسٹیل کی ایک ڈبیہ جیسے پان کی ہوتی ہے لیکن اُس میں پان کی بجائے غالبًا الائچی کے دانے ہوتے تھے، ہاتھ پر تہہ ہوا رُومال بڑے سلیقہ سے لٹکاتے تھے۔ بڑے دھیرے دھیرے ناپ تول کر بات فرماتے تھے، لاہور میں رہنے کے باوجود میں نے اُنہیں پنجابی میں بات کرتے نہیں دیکھا۔ کوئی پنجابی میں اُن سے بات کرتا تھا تو جواب اُس وقت کی دُنیا کی تیسری فضیلت والی زبان ''اُردو'' میں ہی دیتے، رات کو جاگنے کے بادشاہ تھے جتنی دیر چاہے مجلس جمی رہتی۔

مجھے وہ وقت یاد ہے کہ ''حضرت جی'' کراچی تشریف لاتے تو سٹی اسٹیشن کی مسجد میں دائیں طرف اُوپر کی منزل کے (شمال میں) ایک چھوٹے سے کمرے میں قیام فرماتے تھے، حضرت قاری صاحبؒ

سے ایک مرتبہ فرمایا کہ مسجد کے اِس حصہ میں نیچے سے اُوپر تک جنات کا اَثر ہے۔ عصر کے بعد حضرت جی کی عام مجلس ہوتی تھی، حضرت قاری صاحبؒ کے ایک شاگرد جو اُس وقت حفظ کر رہے تھے، حافظ عنایت الرحمٰن صاحب کلکتہ والے بتلاتے ہیں کہ میرے ذمے تھا کہ حضرت جیؒ کے لیے عصر کے بعد چائے لے کر جاتا تھا۔

حضرت جیؒ سال میں کم اَز کم ایک مرتبہ تو ضرور کراچی تشریف لاتے تھے کراچی میں حضرت جیؒ کا ایک حلقہ تھا۔ بہت خوش نصیب تھے جو رشتۂ بیعت و اِرادت میں اُن سے منسلک تھے۔ حضرت قاری صاحبؒ کے بہت سے متعلقین حضرت جیؒ سے بیعت تھے، اُن میں سے جو نام یاد ہیں وہ اِن سطور میں محفوظ کیے دیتا ہوں :

(۱) محترم حاجی محمد عثمان خاں صاحب پراچہ مرحوم : (حضرت قاری صاحبؒ کے ساتھ شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین اَحمد مدنی نور اللہ مرقدہٗ سے بیعت ہوئے تھے۔ حضرت شیخ الاسلامؒ کے وصال کے بعد حضرت جیؒ سے تعلقِ سلوک قائم کیا۔ اِنہوں نے تحریکِ آزادی میں بھی حصہ لیا۔)

(۲) محترم اَلحاج محمد یٰسین صاحب پراچہ مرحوم (موصوف تقسیمِ ہند کے بعد پاکستان آگئے تھے تو حضرت قاری صاحبؒ نے بذریعۂ خط حضرت شیخ الاسلامؒ سے بیعت کرایا تھا، حضرتؒ کے وصال کے بعد حضرت جیؒ سے بیعت ہوئے۔)

(۳) محترم حاجی محمد شفیق صاحب پراچہ مرحوم عرف حاجی چھوٹے (تحریکِ آزادی میں حصہ لیا)۔

(۴) جناب حافظ محمد فاضل خاں صاحب پراچہ مرحوم (جمعیت علمائے ہند کے کارکن کی حیثیت سے تحریکِ آزادی میں حصہ لیا)۔

(۵) جناب حافظ کاملین صاحب پراچہ مرحوم۔

(۶) جناب حافظ اَخلاق اَحمد صاحب پراچہ مرحوم (حضرت جیؒ کی وفات کے بعد مرشدی فدائے ملت حضرت مولانا سیّد اَسعد صاحب مدنیؒ سے تعلق قائم کیا)۔

(۷) محترم اَلحاج ذکرالرحمٰن صاحب مرحوم (سوت والے)

(۸) جناب حافظ محمد یامین صاحب پراچہ مرحوم (اِبن اَلحاج محمد یٰسین صاحب پراچہؒ)

(۹) جناب حافظ سراج اَحمد صاحب پراچہ مرحوم

(۱۰) جناب حافظ محمد عتیق صاحب پراچہ مرحوم

(۱۱) جناب حافظ سعید اَحمد صاحب ڈیروی مرحوم (مؤذن مسجد سٹی اسٹیشن)

حضرتؒ اور حضرت قاری صاحبؒ کے درمیان خط و کتابت ہوتی تھی۔ حضرتؒ اپنے ہر مکتوب میں مجھ جیسے بے علم کو یاد فرماتے تھے، یہ اُن کی شفقت تھی۔ رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ/ جولائی ۱۹۸۰ء میں والدین مدظلہما نے میرا پہلا روزہ رکھوایا تھا، حضرت قاری صاحبؒ نے حضرتؒ کو خط میں اِس کا ذکر کیا ہوگا تو جواب میں (۱۹؍رمضان ۱۴۰۰ھ/ یکم اگست ۱۹۸۰ء) آپ نے تحریر فرمایا :

عزیزم تنویر صاحب کے روزے مبارک ہوں، یہاں بھی خداوند کریم نے روزے ہلکے کردیے اور چھوٹی بچی سلیمہ نے جو ٹیپو سے بڑی ہے اِس سال پہلا روزہ رکھ ڈالا۔"

حضرت جیؒ جب علیل رہنے لگے تو سفر بند کردیا تھا، مدرسہ (جامعہ مدنیہ لاہور) کی چاردیواری سے باہر بھی تشریف نہیں لے جاتے تھے۔ راقم الحروف کے ختمِ قرآن کے موقع پر حضرت قاری صاحبؒ نے اپنے مرشد حضرت جیؒ کو لکھا تھا کہ آپ تشریف لائیں تو ہمارے لیے بڑی سعادت ہوگی، اِس پر حضرت جیؒ نے جو جواب تحریر فرمایا وہ یہ ہے :

"گرامی نامہ موصول ہوا جس میں عزیزم تنویر اَحمد سلمہ کے ختمِ قرآن پاک کا ذکر ہے کہ اِنشاء اللہ عنقریب ہونے والا ہے، یہ بڑی نعمت ہے آپ کو اور حافظ رشید اَحمد صاحب کو بہت بہت مبارک ہو اللہ تعالیٰ اِسے آپ کے لیے صدقہ جاریہ بنائے، آمین ! میں تو آپ کے بلانے پر ہزار دفعہ آتا بلکہ آپ جھوٹ کو بلاتے میں سچ مچ پہنچ جایا کرتا، آپ حضرات جیسے مخلص اور جان سے زیادہ عزیز سمجھنے والے حضرات کی صورتیں بھی نہ دیکھ سکوں، یوں محروم نہ بیٹھا رہتا، لیکن اِس قدر مجبور ہوں کہ اِس

سال سردیوں میں مسجد میں اَندر کے حصے میں جماعت کے لیے جانا بھی بس میں نہیں ہے، وہ حصہ بہت دُور معلوم ہوتا ہے۔''

۲۴ر دسمبر کو اَچانک چکروں کی تکلیف ہوئی، ڈاکٹر اِفتخار صاحب خود ہی پیچھا کر کے بار بار بلڈ پریشر چیک کرتے رہے۔ اُن ہی نے جائزہ لیتے ہوئے فرمایا کہ ڈاکٹر رندھاوا صاحب کو ضرور دِکھانا چاہیے، اِس لیے جمعہ کی شام وہ آئے اور اُنہوں نے دوائیں تجویز کیں۔ ایک ہفتہ روزانہ بلڈ پریشر چیک کرنے کی ہدایت دی جس پر اِنشاء اللہ کل سے عمل ہوگا۔

یہ تو وہ بیماری ہے جسے آلات سے پکڑا گیا ہے۔ مجھے وہ بیماری پریشان کیے ہوئے ہے اور شاید اِسی لیے بلڈ پریشر رہنے لگا ہے، وہ اَعصاب کی ہے جس سے بار بار بے ہوشی کے قریب چلا جاتا ہوں۔

میں اپنی بیماری کی تفصیل کسی کو نہیں لکھتا، صرف آپ کو لکھتا ہوں کہ ذہن میں یہ خیال نہ آئے ہم بلاتے ہیں اور آتا ہی نہیں ؟ اَب جب مجھے مسجد تک جانا مشکل لگتا ہے تو کسی جگہ جانا نہیں رہا، اور کراچی تو پردیس ہے، جہاں پہنچنا محتاجِ سفر ہے۔ اللہ تعالیٰ کو سب کچھ قدرت ہے کہ وہ ٹھیک کردے۔''

۱۶ر جنوری ۱۹۸۳ء

حضرت جیؒ کا کراچی تشریف لانا ممکن نہیں تھا۔ حضرت قاری صاحبؒ نے حضرت جیؒ سے ختم قرآن کرانے کے لیے ترتیب یہ بنائی کہ حضرت مولانا قاری سراج اَحمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے حافظ صداقت علی صاحب کی شادی اَحمد پور شرقیہ میں تھی۔ حضرت قاری صاحبؒ نے والد محترم مدظلہٗ کے ہمراہ مجھے بھی اُس میں بھیج دیا اور فرمایا کہ اِس سفر میں حضرت جیؒ سے کوئی وقت مقرر کر کے آخری سبق پڑھوا کر دُعا کرالی جائے اور ایک خط دیا، وہ جب حضرت جیؒ کو پیش کیا تو آپ نے جذبات کا اِظہار حضرت قاری صاحبؒ کے نام اپنے مکتوبِ گرامی میں اِس طرح فرمایا :

''گرامی نامہ بدست عزیزم تنویر اَحمد سلمہ' موصول ہوا۔ اِنہیں دیکھ کر دِل خوش ہوا اِنہوں نے بھی مسعود میاں سلمہ [1] کی طرح ایک دم قد کھینچا ہے۔ اللہ تعالیٰ صحت سے بھی رکھے اور آپ کے لیے قرۃ العین بنائے اور صدقہ جاریہ..................

عزیزم تنویر اَحمد پرسوں رات کو عشاء کے وقت آئیں گے، آپ اُن کی ختمِ قرآنِ پاک کی مبارک باد قبول فرمائیں۔''

۱۳ر مارچ ۱۹۸۳ء

حضرت جیؒ نے ۱۵ر مارچ ۱۹۸۳ء کو عشاء کے بعد کا وقت مرحمت فرمایا۔ عشاء کے بعد حاضرِ خدمت ہوئے والد محترم مدظلہ' نے اِس موقع پر پچیس تیس اَحباب کو بھی جمع کیا تھا اور شیرینی تقسیم کی تھی جو حضرات اُس موقع پر تھے اُن میں جناب اَلحاج اَختر عالم صاحبؒ، جناب اَلحاج مبین اَحمد صاحب مدظلہم، جناب حکیم برکات اَحمد صاحبؒ، مولانا اِکرام قادری صاحب کے نام مجھے اَب تک یاد ہیں۔ حضرت جیؒ نے مہمان خانے میں سورۂ مرسلات پڑھا کر ختم کرایا اور دُعا فرمائی، مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ حضرت جیؒ نے اِس موقع پر دو سو روپے بھی عنایت فرمائے تھے۔

میرے ختمِ قرآن کے موقع پر جدِ اَمجد حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بطورِ شکر یہ عمرے کا اِرادہ فرمایا اور مجھے بھی ساتھ لے گئے۔ اِس کی اِطلاع جب حضرت جیؒ کو دی تو آپ نے جواباً تحریر فرمایا :

''آپ کے اِس گرامی نامہ میں یہ خوشخبری ہے کہ آپ (حضرت قاری صاحبؒ) اور عزیزم تنویر اَحمد سلمہم عمرے کے لیے ۳۰ر اپریل کو روانہ ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مبارک و مسعود فرمائے، قبول فرمائے اور وہاں کی حاضریاں بار بار نصیب فرماتا رہے، موسم گرم ہوتا جارہا ہے اللہ تعالیٰ سفر میں خیریت سے رکھے اور بہ عافیت سفر

---

[1] حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کے چوتھے نمبر کے صاحبزادے حضرت مولانا سیّد مسعود میاں صاحب مدظلہ' اُستاذ جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور

پورا کرائے، وہاں حاضری کے موقع پر ہر جگہ بہت زیادہ دُعاؤں میں یاد فرماتے رہنے کی بھی ضرورت ہے، صلوة وسلام میں جتنی بار بھی یاد آجائے، صلوة وسلام پیش فرماتے رہیں، یہی پیغام عزیزم تنویر اَحمد سلمہ' کو بھی دید یجیے۔''

۲۴/اپریل ۱۹۸۳ء

اِس سفر میں میرے لیے یہ سعادت بھی میسر آئی کہ ایک مرتبہ ختم قرآن مجید کی تقریب ''ریاض الجنة'' مسجد نبوی شریف (ﷺ) میں بھی ہوئی اور حضرت جد اَمجد رحمة اللہ علیہ نے دُعا فرمائی جن سے میں نے قرآنِ مجید بھی حفظ کیا تھا۔ اِس موقع پر میرے ایک ساتھی حافظ محمد اِقبال صاحب صدیقی زید مجدہٗ کو بھی یہ سعادت مِل گئی کہ اُن کا ختم بھی ہوا۔ جناب اَلحاج ذکر الرحمٰن صاحبؒ، جناب اَلحاج محمد کامل صاحب صدیقیؒ اور جناب حکیم لطیف الرحمٰن صاحبؒ بھی دُعا میں شریک ہوئے۔

مجھے اپنا خطِ تحریر درست کرنے کا شوق تھا، اِس کے لیے حضرت قاری صاحبؒ حضرت مولانا سیّد محمد میاں صاحب رحمة اللہ علیہ (والد محترم حضرت جیؒ) کے ''دینی تعلیم کا رسالہ'' سبقاً سبقاً پڑھاتے اور میں اُسے لکھتا بھی تھا، اِس سے خط صاف ہو گیا۔ بعد میں اپنے اِس ذوق کی تسکین کے لیے پاکستان کے نامور خطاط محترم حاجی محمد یامین صاحب دہلویؒ ''مرصع رقم'' سے کتابت سیکھی۔ حضرت نفیس شاہ صاحبؒ سے بھی اِصلاح لی، آپ بہت شفقت سے اِصلاح فرماتے تھے۔ جب لکھنے کا شوق ہو گیا تو کچھ نہ کچھ کہیں اپنی بے ترتیب خطاطی کے جوہر بھی دِکھایا کرتا تھا۔ ایک ایسے ہی موقع پر حضرت جیؒ نے حضرت قاری صاحبؒ کو خط میں تحریر فرمایا :

''آج فہرست مطبوعات موصول ہوئی۔ شاید اِس کی کچھ کتابت عزیزم تنویر اَحمد سلمہ' نے بھی کی ہے ؟ '' (۱۹/مارچ ۱۹۸۶ء)

ایک مرتبہ میں لاہور گیا حضرت جیؒ سے جامعہ مدنیہ کی مسجد میں عشاء کی نماز کے بعد ملاقات ہوئی، آپ شفقت فرماتے ہوئے مہمان خانے لے گئے بہت دیر نشست رہی، حضرت جیؒ نے مجھے ترغیب دی کہ میں درسِ نظامی پڑھوں، آپ کی ترغیب اور نصیحت کی برکت ہے کہ آج سٹی اسٹیشن کراچی

کی مسجد میں بزرگوں کی نقل اُتار لیتا ہوں، میرے لیے یہ بھی سعادت ہے کہ حضرت جیؒ کے مکاتیبِ گرامی جو میرے نام ہیں، وہ ذیل میں نقل کیے جارہے ہیں۔

مکتوب نمبر ۱

عزیزم حافظ تنویر اَحمد صاحب حفظکم اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا خط موصول ہوا بہت ہی خوشی ہوئی، اَلحمد للہ کہ آپ لکھنے لگے ہیں، یہ بہت اچھی بات ہے۔ اَب آپ حضرت قاری صاحب کے خط میں ایک سطر ضرور لکھ کر بھیجا کریں میں اِس کا جواب لکھا کروں گا، اِنشاء اللہ۔

آپ نے جو مجھے کراچی آنے کی دعوت دی ہے اُس کا بہت بہت شکریہ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بہت بہت ترقیاں بخشے۔

جون کے مہینہ میں ۹ رتاریخ کو محمود میاں یا رشید میاں کراچی آئیں گے اُن کی بہن دمام سے آرہی ہیں اُنہوں نے لکھا ہے کہ اِن میں سے کوئی بھائی ضرور کراچی آئیں۔ میرا بھی آپ سے ملنے کو بہت دِل چاہتا ہے لیکن اِس سال ابھی سے بہت زیادہ گرمی ہورہی ہے، بہت لوگ روزانہ بیہوش ہورہے ہیں۔ فقط اِس لیے آپ کو اِن دِنوں بلانے سے رُکتا ہوں۔

میں آپ کے لیے دُعا کرتا ہوں آپ بھی میرے لیے دُعا کرتے رہیں۔ رشید میاں اور محمود میاں آپ کو بہت بہت دُعا کہتے ہیں۔

والسلام

حامد میاں غفرلہٗ

۱۳ رمئی ۱۹۷۸ء

مکتوب نمبر۲

عزیزم حافظ تنویر اَحمد صاحب حفظکم اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا خط حضرت قاری صاحب کے مکتوب سے ایک دِن پہلے آ گیا۔ حضرت قاری صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ آپ عصر کے بعد کتاب پڑھتے ہیں اور وہی سبق لکھتے ہیں سبق یاد کرنے اور تحریر سیکھنے کا یہ سب سے اچھا اور آسان طریقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو عالم باعمل اور حافظ و قاری بنائے۔

جب کوئی طالب علم کتابیں شروع کرتا ہے تو اُسے اُستاذ بھی مولوی صاحب کہہ کر بلاتے ہیں اِس لیے اگر آپ نے حفظ شروع کر رکھا ہے تو آپ کو بھی ہم اپنے دستور کے مطابق حافظ صاحب کہہ سکتے ہیں اور بعض دفعہ کی باتیں جو اچھی ہوں سن کر اللہ سے اُمید کرنی چاہیے کہ وہ اپنے کرم سے اُنہیں پورا کردے گا۔

رشید میاں اور محمود میاں آپ کو دُعا کہتے ہیں۔

والسلام

حامد میاں غفرلہٗ

۱۸ رمئی ۱۹۷۸ء

مکتوب نمبر۳

عزیزم تنویر اَحمد صاحب حفظکم اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا ۲۸ رمئی کا کارڈ موصول ہوا۔ یہ رسالے بارہ حصوں میں ہیں ۹ حصے چھپ چکے ہیں، تین حصوں کے فوٹو تیار ہیں، اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی تو آپ کے پڑھنے

تک وہ سب تیار ہوجائیں گے۔
اللہ پاک آپ کے علم میں عمل میں اور عمر میں برکت دے۔

والسلام

حامد میاں غفرلہٗ

۴؍جون ۱۹۷۸ء

مکتوب نمبر۴

عزیزم تنویر اَحمد صاحب حفظکم اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا ترتیب دیا ہوا اور آپ کی کوشش سے طبع شدہ تعارفی پمفلٹ موصول ہوا تھا اُسی دِن سے اِرادہ کررہا تھا کہ آپ کو آپ کی جدوجہد پر شاباشی کا خط لکھوں لیکن مصروفیت زیادہ رہی حتی کہ آج ذی الحجہ کی ۲۷؍آ گئی، اللہ تعالیٰ آپ کی اِس کوشش کو قبول فرمائے اور دُنیا و آخرت کی کامیابیاں عطا فرمائے۔
میری طرف سے سب بہن بھائیوں کو بہت بہت دُعاء۔

والسلام

حامد میاں غفرلہٗ

۱۲؍ستمبر ۱۹۸۵ء

جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور نمبر۲

یہ خطوط میرے لیے وسیلۂ نجات ہیں (اِنشاء اللہ)۔

اللہ تعالیٰ حضرت الاستاذ مولانا سیّد حامد میاں صاحب ''حضرت جی'' نور اللہ مرقدہٗ کو آخرت کی راحتیں نصیب فرمائے اور ہمیں اُن کے نقش ِقدم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے ، آمین ۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علٰی خیر خلقہ محمد واٰلہ واصحابہ اجمعین

قرآن سیمینار ۲۵-۲۷ رنومبر ۲۰۱۴ء

زیرِ اِنتظام : مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف مدینہ منورہ

﴿ ڈاکٹر محمد اِلیاس فیصل، فاضل مدینہ یونیورسٹی، رُکن مراجعہ کمیٹی مصحفِ تاج ﴾

یہ اپنی نوعیت کا ایک منفرد سیمینار تھا جس میں مختلف ممالک کے ۵۸ سکالرز شریک ہوئے جن کے مقالہ جات چھ جلدوں میں چھپ چکے ہیں، قرآنِ کریم کے رسم وضبط اور وقف وغیرہ سے متعلقہ مقالہ جات تیسری جلد میں موجود ہیں، اِن مقالہ جات میں ہندوپاک کے مصاحف میں رائج رسمِ عثمانی کے حوالے سے جو کچھ لکھا گیا اِس کے اہم نقاط اُردو قارئین کی خدمت میں پیش کیے جا رہے ہیں۔

پہلا مقالہ :

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر سیّد فرغل اَحمد فاضل جامعہ اَزہر و سکالر مجمع ملک فہد کا مقالہ صفحہ ۱۰۹۷ سے شروع ہو کر صفحہ ۱۱۷۰ تک ۷۴ صفحات پر مشتمل ہے جس کے نقاط کا خلاصہ پیش خدمت ہے۔

عالمِ اِسلام میں رائج ومتعارف مصاحف :

اِس وقت جو مصاحف عالم اِسلام میں رائج ومتداول ہیں عمومی طور پر اُن کا رسم مصاحفِ عثمانیہ کے رسمِ عثمانی کے مطابق ہے جن میں (۱) مصاحفِ مشارقہ [۱] (۲) مصاحفِ مغاربہ [۲] (۳) اور پاکستان کا مصحفِ نستعلیق [۳] سرِ فہرست ہیں۔

---

[۱] مصحفِ مشارقہ سے مراد وہ مصحف حفص ہے جو مصر، شام اور سعودیہ وغیرہ میں پڑھا جاتا ہے۔

[۲] مصحفِ مغاربہ سے مراد روایتِ وَرش وقالون والا مصحف ہے جو مراکش، اَلجزائر اور موریتانیہ وغیرہ میں پڑھا جاتا ہے۔

[۳] مجمع ملک فہد میں شائع ہونے والے مصحفِ تاج کو ''مصحفِ نستعلیق'' کا عنوان دیا جاتا ہے۔

اِن مصاحف میں الف کے حذف و اِثبات کے حوالے سے جو فرق پایا جاتا ہے اِس کی بنیاد اور دلیل وہ قدیم مصاحف ہیں جن میں یہ اِختلاف موجود تھا اور علمائے رسم نے بھی اُن ہی مصاحف کو بنیاد بنایا ہے جن میں سرفہرست اِمام دانیؒ متوفی ۴۴۴ھ اور اُن کے شاگرد اِمام اَبوداؤد بن نجاحؒ ہیں۔ (ندوة طباعة القرآن الكريم ۱۰۹۹/۳)

اِثباتِ الف یا حذفِ الف ؟ :

قرآنی کلمات میں الف کے حذف و اِثبات کے حوالے سے پاکستان میں متداول مصحف نستعلیق (مصحفِ تاج) کی بابت بعض لوگ یہ پراپیگنڈہ کررہے ہیں کہ پاکستانی مصحف کا رسم بلا دلیل ہے اور غلط ہے، لہٰذا میں نے اپنے مقالے کا عنوان ہی یہ رکھا : ''مطبوعہ مصاحف میں الف کے حذف و اِثبات میں اِختلاف''۔

اِس مقالے کو پڑھنے سے یہ حقیقت آشکارا ہوجائے گی کہ حذفِ الف اور اِثباتِ الف کے یہ دونوں منہج صحیح ہیں اور دلائل پر مبنی ہیں۔ (ندوة طباعة القرآن الكريم ۱۱۰۱/۳)

پھر مقالہ نگار نے جمع مذکر سالم میں ۱۶ کلمات جمع مونث سالم کے سات کلمات اور الف سے یاء تک تمام حروف کے بعد آنے والے الف کے مختلف کلمات کا ذکر کیا اور اُن میں واضح کیا کہ یہاں حذف و اِثبات الف میں اِمام دانیؒ اور اِمام اَبوداوٗدؒ کا موقف و منہج کیا ہے ؟ اور ساتھ ہی اُن کے حوالہ جات کا بھی ذکر کیا ہے، یوں اِس ضمن میں تقریبًا ۳۰۰ کلمات کا ذکر آگیا ہے۔ ؎۱

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر سیّد فرغل اَحمد حفظہ اللہ نے مضمون کے خاتمہ میں بطورِ خلاصہ نو نتائج کا ذکر کیا، وہ نتیجہ نمبر ۴ میں لکھتے ہیں کہ :

؎۱ پاکستان میں ناشرانِ قرآن کو جو ۳۴۱ کلمات بدلنے کے لیے فہرست دی جارہی ہے اُس میں سے پاکستانی مصاحف میں موجود ۳۰۰ کلمات کے صحیح منہج پر ہونے کی دلیل اِس مقالے میں موجود ہے جن کا تعلق حذف و اِثبات سے ہے۔

''مندرجہ بالا مصاحف (مصحفِ مشارقہ، مصحفِ مغاربہ اور مصحفِ نستعلیق) میں الف کے حذف و اِثبات کی بنیاد ائمہ کے نصوص و روایات اور قدیم مصاحف ہیں۔
وہ نتیجہ نمبر ٧ میں لکھتے ہیں کہ اِس مقالے سے یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ مشارقہ اور مغاربہ کے مصاحف عمومًا اِمام اَبو داوٗدؒ بن نجاح کی تصریحات پر عمل کرتے ہیں جبکہ ہندو پاک کے مصاحف میں اِمام دانیؒ کے نصوص و نقول پر عمل کیا جاتا ہے۔''

(ندوة طباعة القرآن الكريم ٣ /١١٦٢، ١١٦١)

یوں اِس مقالے میں ائمہ رسم کی تصریحات اور قدیم کتب کے حوالہ جات سے ثابت کیا گیا ہے کہ پاکستانی مصاحف میں عمومًا جو اِثباتِ الف کا منہج اپنایا گیا ہے اُس کی بنیاد و دلیل اِمام اَبوعمرو دانیؒ متوفی ٤٤٤ھ کی تصریحات ہیں جبکہ عربوں کے جن مصاحف میں حذفِ الف کا منہج اِختیار گیا ہے اُنہوں نے اِمام دانیؒ کے شاگرد اِمام اَبو داوٗدؒ بن نجاح متوفی ٤٩٦ھ کے اَقوال کو بنیاد بنایا ہے لہٰذا یہ دونوں منہج صحیح ہیں اور رسمِ عثمانی کے عین مطابق ہیں۔

دُوسرا مقالہ :

فضیلة الشیخ ڈاکٹر محمد شفاعت ربانی حفظہ اللہ کا ہے جو جامعہ اِسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے فاضل ہیں اور حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمة اللہ علیہ کے شاگرد ہیں، اِنہوں نے مدینہ یونیورسٹی سے علومِ قرآن میں گریجویشن، ماسٹرز اور پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی اور اَب وہ مجمع ملک فہد کے ''قرآنک ریسرچ سنٹر'' میں سینئر ریسرچ سکالر ہیں، اِن کا مقالہ ٩٥ صفحات پر مشتمل ہے اور ندوة طباعة القرآن کے شائع کردہ سیٹ کی جلد نمبر ٣ کے صفحہ ١٢١٣ سے ١٣٠٨ تک موجود ہے۔ اِن کے مقالے کا عنوان ہے : ''تاج کمپنی کے مصحف کا رسم، ایک تقابلی جائزہ''

اِنہوں نے اپنے مقالے کی تمہید میں مصاحفِ عثمانیہ کی مختصر تاریخ اور رسمِ عثمانی کے حوالے

سے اُن مناہج (سکول آف تھاٹ) پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے جو اِس وقت عالمِ اِسلام میں رائج اور متعارف ہیں۔ منہجِ مشارقہ، منہجِ مغاربہ اور منہجِ اِمام دانیؒ وشاطبیؒ۔ پھر ڈاکٹر صاحب نے اِن مناہج کے اُصول وضوابط پر مدلل بحث کی ہے۔

فصلِ اَوّل کی پہلی بحث میں مصحفِ تاج کا تعارف اور مجمع ملک فہد میں اِس کی طباعت کا پس منظر بیان کیا ہے جبکہ دُوسری، تیسری، چوتھی اور پانچویں بحث میں پاکستانی مصاحف میں رسمِ عثمانی کے منہج اور دلائل بیان کیے گئے ہیں اور مثالوں کے ذریعے اِس کی وضاحت کردی گئی ہے۔

اِس مقالے کی فصلِ ثانی میں مصحفِ تاج، مصحفِ مدینہ اور بعض دیگر مصاحف کو سامنے رکھ کر ایک تقابلی جائزہ اور کچھ اَعداد وشمار پیش کیے گئے ہیں۔(ندوة طباعة القرآن الکریم ۳ /۱۲۱۹) مقالے کے آخر میں کچھ نتائج اور سفارشات پیش کی گئی ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے :

(۱) رسمِ عثمانی کے جن کلمات میں اِمام اَبوعمرو دانیؒ اور اِمام اَبوداوٗدؒ میں باہمی اِتفاق ہے وہاں مصحفِ تاج میں اُسی رسمِ عثمانی کی پابندی کی گئی ہے۔

(۲) رسمِ عثمانی کے جن کلمات میں اِمام اَبوعمرو دانیؒ اور اِمام اَبوداوٗدؒ میں اِختلاف ہے اُن میں اِمام دانیؒ کی تصریحات پر اِعتماد کیا گیا ہے جو اُنہوں نے اپنی کتاب المُقنع میں نصًا یا سکوتًا ذکر کی ہیں۔

(۳) چند کلمات میں اِمام شاطبیؒ کے نصوص کو بنیاد بنایا گیا ہے جو اُنہوں نے اپنی کتاب عقیلة میں ذکر کیے ہیں۔ اُن کلمات میں اُن کا موقف اِمام دانیؒ سے جدا ہے۔

(۴) مصحفِ تاج میں دس کے قریب ایسے کلمات ہیں جو اِس منہج سے ہٹ کر ہیں اور اُن میں اِمام اَبوداوٗدؒ یا رسمِ عثمانی کے کسی دُوسرے اِمام کے قول کو اِختیار کیا گیا ہے جبکہ چند کلمات میں بعض قراءاتِ متواترہ کی بناء پر حذفِ الف کو اِختیار کیا گیا ہے۔

(۵) مصحفِ تاج (طبع مجمع) اور مصحفِ مدینہ میں باہمی موازنے کے بعد تقریبًا سو کلمات

کے رسم میں باہمی فرق اور ہر ایک کی دلیل بیان کی گئی ہے۔

نیز باہمی موازنے میں واضح کیا ہے کہ کل ۱۷۴۶ کلمات رسم کا فرق ہے جن میں ۹۸ فیصد میں مصحفِ تاج میں اِمام دانیؒ کے منہج کو اِختیار کیا گیا ہے اور مصحفِ مدینہ میں اِمام اَبوداؤدؒ کا منہج اِختیار کیا گیا ہے۔

سفارشات :

اِسی مقالے کے آخر میں محترم ڈاکٹر محمد شفاعت مدظلہم نے جو سفارشات پیش کی ہیں اُن کا خلاصہ یہ ہے :

☆ میں پاکستان کی وزارتِ مذہبی اُمور سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ پاکستان میں چھپنے والے تمام مصاحف میں اپنے رسمِ عثمانی کی حفاظت اور پابندی کرے اور اُن میں اَغلاط کی درستگی کے لیے پروف ریڈنگ کا مضبوط اور مربوط نظام اپنائے تاکہ رسمِ عثمانی کی پابندی کو یقینی بنایا جا سکے۔

☆ تاج کمپنی کی اِنتظامیہ سے گزارش ہے کہ وہ ایک علمی کمیٹی تشکیل دے جس کی نگرانی میں اُن چند اَغلاط کی درستگی کرائی جائے جن کی نشاندہی اِس مقالے کے آخر میں کی گئی ہے۔[۱] (ندوة طباعة القرآن الکریم ۳/۱۲۹۴-۱۲۹۶)

---

[۱] یہی وہ آٹھ دس کتابت کی غلطیاں ہیں جن کی بناء پر بعض حضرات نے پاکستانی مصاحف کے پورے رسم کو ہی غلط قرار دے دیا، اُن کی یہ نرالی منطق سمجھ سے بالاتر ہے، بڑی سادہ سی بات ہے کہ کسی ایک نسخے میں اِن اَغلاط کو درست کرا دیا جائے اور تمام ناشرانِ قرآنِ کریم کو اُس نسخے کا پابند کر دیا جائے تاکہ وہ اپنے کتابت شدہ قرآنی نسخوں میں اِس کی درستگی کریں اور پھر چھاپیں، اِس کی سادہ سی مثال مجمع ملک فہد سے شائع ہونے والا مصحفِ تاج ہے جس میں اِن اَغلاط کو آج سے ۲۵ سال قبل درست کر دیا گیا تھا، تب نہ تو اِن غلطیوں کی بناء پر سارے رسم کو غلط گردانا گیا اور نہ ہی کسی متبادل معیاری و مثالی مصحف کی ضرورت محسوس کی گئی۔

ڈاکٹر محمد شفاعت صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے قرآن سیمینار میں اپنی تقریر کا اِختتام اِس سفارش پر کیا :

''میں برصغیر پاک و ہند کے ذمہ داران و ناشرانِ قرآن کی خدمت میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ وہ قرآنِ کریم کی طباعت میں اُس رسمِ عثمانی کی پابندی کریں جو صدیوں سے علماءِ برصغیر کے ہاں متعارف چلا آرہا ہے اور اُس میں اِمام دانیؒ اور اِمام شاطبیؒ کے بیان کردہ رسمِ عثمانی کی مکمل پابندی کی گئی ہے۔''

اَلغرض یہ تھی پاکستانی مصاحف میں رسمِ عثمانی کی مختصر سرگزشت جو اِس قرآن سیمینار کے دوران مصر کے جلیل القدر عالم فضیلة الشیخ ڈاکٹر سیّد فرغل اَحمد حفظہ اللہ اور پاکستان کے جلیل القدر عالم اور سکالر ڈاکٹر محمد شفاعت ربانی مدظلہ العالی نے بیان فرمائی جو بیرونِ ملک رہتے ہیں، توقع کی جارہی تھی کہ پاکستان سے تشریف لانے والے معزز سکالر بھی عالمی دُنیا کے سامنے پاکستانی مصاحف میں رسمِ عثمانی کے علمی گوشوں سے پردہ اُٹھائیں گے اور اِن مصاحف پر علماءِ برصغیر کی صدیوں کی محنت پر روشنی ڈالیں گے لیکن یہ توقعات اُس وقت دم توڑ گئیں جب اُن معزز مہمان سکالرز نے رسمِ عثمانی کے حوالے سے پاکستانی مصاحف پر تنقید کی لیکن نہ تو وہ اپنے اِس موقف پر کوئی علمی دلیل پیش کر سکے، نہ عرب و عجم حاضرین کو مطمئن کر سکے اور نہ ہی اُن کے سوالات کا تسلی بخش جواب دے سکے، یہ سب کچھ ریکارڈ میں محفوظ ہے۔

پاکستانی مصاحف کے رسمِ عثمانی کے خلاف پروپیگنڈے کا آغاز اور اَنجام :

یہاں اِس حقیقت کا اِشارہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ پاکستان میں ایک مخصوص لابی پاکستانی مصاحف کے رسم وضبط کی بابت شکوک وشبہات پھیلا رہی تھی جو مارچ ۲۰۱۰ء میں کھل کر سامنے آگئی جب ''ماہنامہ رُشد'' کے قراءات نمبر ۳ کے صفحہ نمبر ۷۸۵ پر ایک مضمون چھپا جس کا عنوان تھا :

''پاکستانی مصاحف کی حالتِ زار اور معیاری مصحف کی ضرورت''

اِس میں بڑے واضح اَنداز میں پاکستانی مصاحف کے رسم اور ضبط کو بالکلیہ غلط قرار دیا گیا اور بزعمِ خویش اِس میں 73,586 کے لگ بھگ غلطیوں کی نشاندہی کی گئی اور مصحفِ اَمیری والے رسم وضبط کو بالکل صحیح قرار دیا گیا۔

پاکستان سے تشریف لانے والے معزز مہمان سکالرز جب اِس قرآن سمینار مدینہ منورہ میں شریک ہوئے اور پاکستانی مصاحف کے رسم پر تنقید کی تو یہ اُن کے لیے سنہری موقع تھا کہ ایک وسیع، غیر جانب دار اور عالمی سطح کے اسٹیج پر وہ اپنے موقف کو علمی بنیادوں پر ثابت کر دیتے اور پاکستان واپس لوٹ کر بلا روک وٹوک اپنے مزعومہ معیاری اور مثالی مصحف کا سفر آگے بڑھاتے لیکن عالمی سطح کے اِس علمی اسٹیج پر وہ اپنا موقف دلائل سے ثابت نہ کر سکے۔

اَلبتہ میں پاکستان سے تشریف لانے والے اپنے معزز مہمان سکالرز کے دفاع میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ پاکستان وہندوستان کے علماءِ کرام نے صدیوں پر محیط اِمام دانیؒ کے اِس رسمِ عثمانی والے منہج کی علمی نگرانی اور اِس کی روشنی میں مصاحف کی کتابت وطباعت کا اہتمام تو کیا لیکن پاکستانی مصاحف کے تفصیلی منہج پر کوئی باقاعدہ اور مستقل دستاویز مرتب نہ کی گئی تھی مثلاً ۱۹۳۵ء میں مفتی اعظم ہند مفتی کفایت اللہ دہلویؒ کی نگرانی میں تیار ہوانے والا تاج کمپنی کا نسخہ اور حضرت مولانا اَبو الحسن علی ندویؒ ومولانا منظور اَحمد نعمانیؒ وغیرہما کی نگرانی میں چھپنے والا المصحف اَلفی اور حضرت قاری رحیم بخش صاحب پانی پتیؒ کی نگرانی میں چھپنے والا تاج المصاحف خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں، جن سے محترم ڈاکٹر محمد شفاعت صاحب نے اپنے مذکورہ مقالے میں اِستفادہ کیا اور ثابت کیا کہ اِن مصاحف میں اِمام دانیؒ کے اُسی منہج کی پابندی کی گئی ہے لیکن اُس کے دلائل پر مشتمل کسی مستقل دستاویز مرتب نہ ہونے کہ وجہ سے عرب دُنیا میں بعض سکالرز اور شاید اُن کی دیکھا دیکھی ہمارے بعض پاکستانی سکالرز بھی اِس غلط فہمی کا

شکار ہو گئے کہ عرب ممالک میں رائج و متداول مصحفِ اَمیری اور مصحفِ مدینہ ہی رسمِ عثمانی کے مطابق ہے اور پاکستانی مصاحف رسمِ عثمانی کے مطابق نہیں۔

محترم ڈاکٹر مولانا محمد شفاعت ربانی مدظلہ العالی نے میری ناقص معلومات کے مطابق پہلی دفعہ یہ علمی دستاویز مرتب کی ہے اِن کے مقالے کے صفحہ نمبر ۱۲۱۸ پر اِسی حقیقت کی طرف یوں اِشارہ کیا گیا ہے :

''ماضی میں ہندو پاک کے مصاحف کا مراجعہ اور نگرانی مختلف کمیٹیوں نے تو کی لیکن اِس کے علمی منہج پر کوئی دَستاویز مرتب نہ کی جا سکی لہٰذا میں اَکابر علماءِ رسم کی تصنیفات کی روشنی میں اُس کے علمی منہج پر پہلی دفعہ روشنی ڈالنے کی کوشش کر رہا ہوں۔''

(ندوۃ طباعۃ القرآن الکریم ۱۲۱۸/۳)

نیز فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر سیّد فرغل اَحمد نے بھی اِسی کے قریب قریب اِشارہ فرمایا کہ :

''پاکستانی مصاحف میں رسمِ عثمانی کے دلائل پر اِس لیے روشنی ڈالنا چاہتا ہوں کہ اِس بارے میں لوگوں کے (غیر علمی) پروپیگنڈے کا اِزالہ ہو سکے۔''

(ندوۃ طباعۃ القرآن الکریم ۱۱۰۱/۳)

اَلغرض یوں پاکستانی مصاحف کے رسمِ عثمانی کا علمی منہج سامنے آجانے کے بعد جہاں عرب سکالرز نے اِس علمی منہج کو سراہا اور اِعتراف کیا کہ اِس علمی منہج کو پڑھنے سننے کے بعد پاکستانی مصاحف کے رسم کے خلاف اُٹھنے والی اَفواہیں دم توڑ گئیں، یونہی ہم اپنے معزز مہمان پاکستانی سکالرز سے بھی اُمید رکھتے ہیں کہ پاکستانی مصاحف کے رسمِ عثمانی پر علمی دستاویزات سامنے آجانے کے بعد پاکستانی مصاحف کی بابت وہ اپنے سابقہ موقف پر نظر ثانی فرمائیں گے اور اِس کو اپنی اَنا کا مسئلہ ہر گز نہیں بنائیں گے، ہاں پھر بھی اگر اُنہیں اپنے سابقہ موقف پر اِصرار ہے تو ہم بصد اَدب اُن سے گزارش کرتے ہیں کہ وہ بھی علمی بنیادوں پر ایک ایسی دستاویز مرتب فرمائیں جس میں وہ اپنے اِس موقف کو

ثابت کریں کہ مصحفِ اَمیری ہی رسمِ عثمانی کے مطابق ہے اور پاکستانی مصاحف کا عمومی رسم رسمِ عثمانی کے مخالف ہے اور یہ کہ پاکستانی مصاحف کے رسم کا اِمام اَبو عمرو دانیؒ کے منہج سے کوئی تعلق نہیں۔

فضیلۃ الشیخ محمد عبداللہ زین العابدین حفظہ اللہ کی گراں قدر نصیحت :

شیخ محمد عبداللہ زین العابدین حفظہ اللہ موریتانی عالم ہیں، علمِ رسم کے معروف سکالرز ہیں اور مصحفِ مدینہ نبویہ مجمع الملک فہد کی اُس علمی کمیٹی کے معزز رُکن ہیں جو مصحفِ مدینہ کی نگرانی کے لیے قائم کی گئی ہے (ملاحظہ ہو: علمی رپورٹ ملحقہ مصحفِ مدینہ نبویہ)

قرآن سیمینار میں جب پاکستان سے آئے ہوئے معزز مہمان نے پاکستانی مصاحف کے رسم پر تنقید کی اور اُس کے متبادل مصحف اَمیری والے رسم کو پاکستان میں شائع کرانے کا اِشارہ کیا تو شیخ محمد عبداللہ حفظہ اللہ کھڑے ہوگئے اور نصیحت بھرے لہجے میں اِرشاد فرمایا کہ پاکستانی اور ہندوستانی مصاحف رسمِ عثمانی کے مطابق ہیں اور اُن کا ایک علمی تشخص ہے لہٰذا اُن کے رسم کو نہ چھیڑا جائے۔[1]

میں بھی شیخ موصوف کی تائید کرتے ہوئے بصد اَدب اور بصد عجز درخواست کرتا ہوں کہ جب پاکستانی مصاحف اِمام دانیؒ کے منہج پر رسمِ عثمانی کے مطابق ہیں تو اللہ کے واسطے اُسے غلط نہ کہیں اور معدودے چند اَفراد کے کہنے پر کسی دُوسرے رسم کو مثالی اور معیاری مصحف کے نام پر متعارف کرانے سے باز رہیں، چونکہ اِس تبدیلی کے بعد عوام وخواص کی طرف سے اُٹھنے والے سوالات، اِختلافات اور

---

[1] واضح رہے کہ شیخ موصوف نے مصحفِ مدینہ نبویہ پر دستخط کیے ہوئے ہیں جو اِمام اَبوداؤدؒ کے منہج رسم کے مطابق ہے، اِس کے باوجود شیخ نے اپنی علمی وسعت کی بناء پر اِرشاد فرمایا کہ پاکستانی مصاحف کا رسم بھی رسمِ عثمانی ہے اور اِمام دانیؒ سے منقول رسمِ عثمانی کے مطابق ہے۔ نیز شیخ موصوف نے اپنی علمی بصیرت اور دُور رَس نگاہ کی بناء پر بھانپ لیا کہ اِس کے رسم کو چھیڑنا مختلف خطرات کو دستک دینے کے مترادف ہے۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اِن سکالرز اور اِنتظامی اِداروں کو بھی صحیح فیصلہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

شکوک وشبہات کا اِزالہ اُن کے بس میں نہیں ہوگا جس کی ایک جھلک یوں دیکھی جاسکتی ہے کہ مثالی مصحف کے نام پر کسی دُوسرے رسم کی اِشاعت کا اِنکشاف ہوتے ہی خود قرآن بورڈ کے ممبران میں اِختلاف ہوگیا، ناشرانِ قرآن میں بے چینی پھیل گئی اور علمی حلقوں میں ایک نئی بحث کا آغاز ہوگیا اور عوام میں شکوک وشبہات پھیلنے لگے اور یہ دائرہ دِن بدن وسیع ہو رہا ہے۔ نیز برصغیر کے اِن مصاحف پر تمام مکاتبِ فکر کے علماء اور سکالرز صدیوں سے متفق چلے آرہے ہیں۔

لٰہذا بلا وجہ اور بلا ضرورت پاکستان میں اِس رائج رسم الخط کو غلط کہنا اور کسی دُوسرے متبادل رسم کو شائع کرانا فتنوں کا دروازہ کھولنے کے مترادف ہے جس کو بند کرنا پھر کسی کے بس میں نہیں ہوگا۔

میرے بس میں ہوتا تو میں اپنے آنسوؤں کے ساتھ یہ جملہ لکھ کر اُن چند حضرات کی خدمت میں دست بستہ ہوکر پیش کرتا کہ :

''ایک قرآن ہی رہ گیا ہے جس پر سب لوگ متفق ہیں، کم اَز کم اِس کو تو اِختلافی اور متنازع نہ بنائیں، اُمت اِسلامیہ پر آپ کا بڑا اِحسان ہوگا۔''

مخیّر حضرات سے اَپیل

جامعہ مدنیہ جدید میں بحمد اللہ چار منزلہ دارُالاقامہ (ہوسٹل) کی تعمیر شروع ہوچکی ہے پہلی منزل پر ڈھائی کروڑ روپے کی لاگت کا تخمینہ ہے، مخیّر حضرات کو اِس کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی دعوت دی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ (اِدارہ)

اَخبار الجامعہ

﴿ جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور ﴾

❁❁❁

۱۰/ جنوری کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب، مولانا قاسم صاحب کی دعوت پر بھائی پھیرو تشریف لے گئے، بعد نمازِ مغرب عوام اور طلباء سے خطاب فرمایا۔ قبل اَزیں ڈاکٹر راؤ محمد عثمان صاحب کے گھر پر رات کا کھانا تناول فرمایا۔

۱۵/ جنوری کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب بعد نمازِ مغرب مولانا رفیق صاحب قصوری کی دعوت پر ''سیرت کانفرنس'' میں شرکت کے لیے کوٹ رادھا کشن تشریف لے گئے جہاں آپ نے عظمتِ قرآن پر مفصل بیان فرمایا۔

۲۲/ جنوری کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب ایوانِ اِقبال لاہور میں منعقد ہونے والے ''قومی سیمینار'' میں شرکت کی غرض سے تشریف لے گئے۔

۲۵/ جنوری کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں، قاری محمد شکیل صاحب کی ہمشیرہ کا نکاح پڑھانے رائیونڈ تشریف لے گئے۔

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامدؒ
کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانیٔ جامعہ حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلب ِسڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا۔ جہاں الحمد للہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اَور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی۔ اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اَور اپنے عزیزو اَقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اَندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسبِ استطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اَراکین اَور خدام خانقاہِ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

سیّد محمود میاں ''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلو میٹر رائیونڈ روڈ لاہور

فون نمبر : 35330310 - 42 - 92+ فیکس نمبر 35330311 - 42 - 92+

فون نمبر : 37726702 - 42 - 92+ فیکس نمبر 37703662 - 42 - 92+

موبائل نمبر 4249301 - 333 - 92+

جامعہ مدنیہ جدید کا اَکاؤنٹ نمبر (0-7915-100-020-0954)MCB کریم پارک برانچ لاہور

مسجد حامد کا اَکاؤنٹ نمبر (1-1046-100-040-0954)MCB کریم پارک برانچ لاہور